سحر آفریں تقریریں

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

مؤلف

محمد ضیاء الدین نوادوی

مرتب

محمد نظام الدین نوادوی

مکتبہ علمیہ سہارنپور

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سحر آفریں تقریریں

مؤلف

محمد ضیاء الدین نوادوی

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

:- مرتب :-

محمد نظام الدین نوادوی بن حضرت قاری شعیب احمد صاحب

:- ناشر :-

مکتبہ علمیہ محلّہ مبارک شاہ سہارنپور،

یو، پی ۲۴۷۰۰۱

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب.............سحر آفریں تقریریں

مؤلف......محمد ضیاء الدین نوادوی متعلم مظاہر علوم دار جدید سہارنپور، یوپی

مرتب.........محمد نظام الدین نوادوی

صفحات ۱۵۰/-

کمپوزنگ......محمد نسیم سیتاپوری، رحمت کمپیوٹر محلہ مفتی سہارنپور

قیمت ۵۰/

☆☆☆ ناشر ☆☆☆

مکتبہ علمیہ محلہ مبارک شاہ (اردو بازار) سہارنپور

یوپی، ۲۴۷۰۰۱

فہرست عناوین

توحید	۱۴
سیرۃ النبی	۲۱
عظمت قرآن	۳۱
اہمیت نماز	۴۰
فضائل جمعہ	۴۷
مقام صحابہ	۵۵
عصر حاضر میں فتنوں کا مقابلہ کیسے کریں	۶۶
علمائے ہند اور جنگ آزادی	۷۴
اسلام میں عورتوں کا مقام	۸۷
نکاح اور ہمارا معاشرہ	۹۴

Scanned by CamScanner

انتساب

والد محترم حضرت حافظ قاری شعیب احمد صاحب مدظلہ العالی ناظم مدرسہ عظمتیہ نوادہ بہار اور والدہ محترمہ کے نام، جنکی دعاؤں اور شفقتوں اور قیمتی محنتوں کے نتیجہ نے احقر کو اس مقام تک پہونچایا، اور جنہوں نے احقر کی زندگی کو اشاعتِ دین کیواسطہ وقف کردیا۔

اور اس برادر کبیر جناب مولوی طارق مدظلہ اور جملہ اساتذہ کرام کے نام جنکی خصوصی محنتوں نے اس حد تک پہونچادیا،

اور اس برادر صغیر مولوی نظام الدّین نوادوی کے نام جس نے احقر کا قدم قدم پر تعاون فرمایا،

اللہ رب العزت ان حضرات کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین

☆☆☆

Scanned by CamScanner

Phone : 0132-653018

دفتر مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

۱۲/م مورخہ ۲۶ / جمادی الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۷ / اگست ۲۰۰۲ء

OFFICE MADRASA MAZAHIR ULOOM
(WAQF) SAHARANPUR-247001 (U.P.) INDIA

دعائیہ کلمات فقیہ الاسلام حضرت اقدس الحاج مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً اما بعد۔

عزیزان گرامی مولوی محمد ضیاء الدین و مولوی نظام الدین مولودی نے مشکور و مفید ایک مجموعہ تمارین مرتب فرمایا ہے، جس کا نام انہوں نے "سحر آفریں تعبیریں" تجویز کیا ہے۔

اس سے پہلے بھی کئی مجموعے مدارس اور طلبہ کے درمیان مقبول و متداول ہیں، جن سے ان کو تعبیر کی مشق کرنے میں رہبری اور سہولت حاصل ہوتی ہے۔

بندہ ہجوم کار اور ضعف کی وجہ سے زیر نظر مجموعہ کا مطالعہ تو نہیں کرسکا لیکن جو منہج اور معیار اس کی ترتیب میں ملحوظ رکھا گیا ہے اور بعض دوسرے اصحاب علم حضرات نے اس مجموعہ کا جو تاثرات تحریر فرمائے ہیں ان کے پیش نظر بجا طور پر امید ہے کہ یہ مجموعہ تعبیر کی مشق کرنے والوں کے لئے راہنما اور مفید ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ

دعا ہے کہ اللہ رب العزت مرتبین کی اس طالبعلمانہ محنت کو مقبول اور نافع بنائے۔ آمین

والسلام

مظفر حسین

ناظم اعلیٰ مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

Ph. : 0132-745542 (Office)
MADRASA
MAZAHIR ULOOM
SAHARANPUR-247 001
(U.P.)———— INDIA

مدرسہ
مظاہر علوم
سہارنپور

Ref. No..............

Dated........................

تقریظ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ......امابعد !

عزیزم مولوی ضیاء الدین نوادوی متعلم مدرسہ نے اپنی تقاریر کا ایک مجموعہ مرتب کیا ہے، جس کو بالاستعاب دیکھنے کا موقعہ نہیں مل سکا لیکن اس طرح کی محنت خوش آئند مستقبل کی علامت ہے اور طلبہ میں ذوق وشوق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو ان کی علمی وعملی ترقیات کا ذریعہ بنائے اور مدارس کے طلبہ کو دین کی خدمت کا جذبہ اور ولولہ عطا فرمائے اور اسی نیت سے محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔فقط

(حضرت مولانا) **محمد سلمان** (صاحب)

ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور یو، پی

۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

Scanned by CamScanner

رئیس الدین المظاہری

استاذ الحدیث بجامعۃ مظاہر علوم وقف سہارنفور یوپی الہند

RAEESUDDIN MAZAHIRI

MAZAHIR - ULOOM (WAQF) SAHARANPUR - 247001 U.P. INDIA

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

تقریظ

مجموعہ تقاریر مرتبہ مولوی ضیاء الدین نوادوی برجستہ جستہ میں نے نظر ڈالی انکی یہ طالبعلمانہ کاوش قابل مبارکباد ہی نہیں بلکہ ان کے مستقبل کے تابناک روشن ہونیکی علامت ہے، اگر عزیز سلمہ اسی طرح محنت کرتے رہے تو انشاء اللہ مستقبل میں ایک مصنف کی حیثیت سے پہچانے جائیں گے، بارک اللہ علماً وعملاً

امید ہے کہ ذوقِ تقریر رکھنے والے طلبہ اس سے استفادہ کریں گے اور انکو داد تحسین پیش کریں گے

اللہ تبارک تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائے! آمین

فقط رئیس الدین [illegible]

۲۸ [illegible]

Scanned by CamScanner

आल इंडिया तालीमी व मिल्ली फाउन्डेशन (रजि.)

آل انڈیا تعلیمی و ملی فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

ALL INDIA TALIMI WA MILLI FOUNDATION (REGD.)

Ref. No.   Date یکم اگست ۲۰۰۲ء

تقریظ

زبان و قلم دلی جذبات اور ذہنی احساسات کے صحیح نمائندے اور بے باک ترجمان ہوتے ہیں۔ اگر ان کا صحیح استعمال ہو تو دنیا میں ایمان و یقین، رشد و ہدایت، امن و محبت، اخوت و مساوات، ہمدردی و رواداری اور انسانیت نوازی کے پیغام کو عام کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر زبان و قلم کی طاقت کو مخالف سمت دی جائے تو پوری دنیا میں بے یقینی، بے سمتی، ضلالت و گمراہی، وحشت و بربریت اور نفرت و عداوت کا خوفناک ماحول بپا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ ایک ایسی طاقت ودیعت فرمائی ہے جو دو دھاری تلوار کے مانند ہے۔

تقاریر کا یہ مجموعہ جس کی زبان شستہ و شگفتہ اور طرز بیان اچھوتا اور پرکشش ہے۔ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ دو نوجوان بھائیوں محمد ضیاء الدین نوازدوی اور محمد نظام الدین نوازدوی، جو صالحیت اور صلاحیت سے پوری طرح آراستہ ہیں اور ملک کے ممتاز دینی تعلیمی ادارہ ندوۃ العلوم سہارنپور میں زیر تعلیم ہیں، نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کردہ لسانی قوت و صلاحیت کا اس مجموعہ میں صحیح استعمال کیا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو شرف قبولیت عطا کرے، اس کو نافع اور مقبول بنائے اور ان دونوں صالح نوجوانوں کی زبان و بیان کی صلاحیتوں کو اور زیادہ اجاگر کرے۔ آمین

ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

مخلص

محمد

1/8/2002

محمد اسرار الحق قاسمی

صدر

آل انڈیا تعلیمی و ملی فاؤنڈیشن

552B/22 - ذاکر نگر، نئی دہلی 25

552-B / 22, Moti Masjid Road, Zakir Nagar, Okhla, New Delhi-110025 Tel/Fax : 011-6924730, 6820025

۵۵۲ - بی/۲۲، موتی مسجد روڈ، ذاکر نگر، اوکھلا، نئی دھلی۔ ۲۵ ٹیلی فیکس : ۶۸۲۰۰۲۵،۶۹۲۴۷۳۰-۰۱۱

Scanned by CamScanner

Ph. 0132-725542

MAZAHIR ULOOM
(URDU MONTHLY MAGAZINE)
SAHARANPUR-247 001
(U.P.) ——— INDIA

ماہنامہ مظاہر علوم
سہارنپور

Dated 8/8/2002

تقریظ

تاریخ ۲۷ ؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

الحمد لاھلہ والصلوٰۃ علیٰ اھلھا — إن من البیان لسحرا (الحدیث)

طلاقتِ لسانی اور خطابت کا جادو ہر زمانے میں سر چڑھ کر بولتا رہا ہے تسخیرِ قلوب میں تقریر نے مؤثر رول ادا کیا ہے، تبلیغ و اشاعتِ دین میں اسکا اہم کردار رہا ہے، موجودہ زمانے میں باطل افکار و نظریات کی ترویج میں اسی فن کو استعمال کیا جا رہا ہے اسلیے مناسب ہے کہ اس کی کاٹ اور رد پیش کرنے کیلئے اسی میدان میں امتیاز و خصوصیت حاصل کی جائے، ہمارے مدارسِ اسلامیہ میں اس امر پر توجہ دی جا رہی ہے اور طلبہ کے درمیان تقریر و خطابت کی مشق و تمرین کا سلسلہ رائج ہے

میرے پیشِ نظر "سحر آفریں تقاریر" ہے جس کے مرتب مولوی نظام الدین نوادوی اور مولوی ضیاء الدین نوادوی ہیں ماشاء اللہ تقریر و خطابت کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں اسی لیے انہوں نے تقاریر کی کتب متداولہ سے بہت ساری تقاریر یاد کیں اور پھر حافظے کی بنیاد پر ایک نیا مجموعہ مرتب کر دیا ہے گویا یہ کتاب تقاریر کا معجون مرکب ہے

بہرحال یہ ان حضرات کی پہلی علمی کاوش ہے دعا گو ہوں کہ تقاریر کا یہ مجموعہ مفیدِ عام ہو اور اس پہلی کوشش سے مرتب حضرات کو مزید علمی کاموں کا ذوق پیدا ہو اور اللہ تعالیٰ انھیں اسکی توفیق بھی بخشے (آمین)

عبد اللہ [illegible]
۲۷/۱۰/۱۴۲۳ھ

عبد اللہ خالد قاسمی خیرآبادی
مدیر تحریر ماہنامہ مظاہر علوم
سہارنپور

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صوفی زماں حضرت اقدس الحاج مولانا قطب الدین صاحب

استاذ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یوپی خلیفہ حضرت شیخ محمد زکریاؒ

☆☆☆☆ مہاجر مدنی ☆☆☆

امام البلاغت والفلسفہ حضرت اقدس احمد مرتضیٰ صاحب مدظلہ

خلیفہ حضرت شاہ اسعد اللہ صاحبؒ سابق ناظم مظاہر علوم سہارنپور یوپی

☆☆☆ استاذ جامعہ ھٰذا ☆☆☆

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم......امابعد!

عزیز گرامی قدر مولوی ضیاء الدین ومولوی نظام الدین نوادیان متعلمان جامعہ مظاہر علوم سہارن پور کو اللہ تعالیٰ نے طالب علمی کے زمانہ ہی میں تحریری وتقریری، علمی وادبی ذوق وشوق عطا فرمایا اللّٰھم زد فزد۔

الحمد للہ عزیزان موصوفان اس قیمتی جوہر کا برمحل استعمال بصورت ’’سحر آفریں تقریریں‘‘ کے مدون کرنے میں کامیاب جدوجہد کی ہیں۔ عزیزان کی پیش نظر کتاب ’’سحر آفریں تقریریں‘‘ اولیں اور ایک مبارک سعی کیے ہیں۔ادبی چاشنی کے ساتھ مواد کو بقدر بساط وصلاحیت بہتر سے

بہتر انداز میں اس کتاب کو پیش کیے ہیں ان تقریروں کے سننے کے بعد ہمیں اس نتیجہ تک پہنچنے میں دیر نہیں لگی کہ یہ آغاز باسعادت خوش آئند مستقبل کی طرف غماز ہے۔

علم وادب کا یہ ذوق اگر باقی رہا اور خدا کرے باقی رہے تو قارئین حضرات مفید اور دلکش تحریرات مؤلف سے مستفید ہوتے رہیں گے۔اللہ پاک اس کتاب ''سحر آفریں تقریریں'' کو قبولیت ومقبولیت سے نواز کر مؤلفان کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے ،آمین۔

حضرت مولانا احمد مرتضیٰ صاحب چتراوی

حضرت مولانا محمد قطب الدین صاحب جہان آبادی

۲۵ / جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

Scanned by CamScanner

پیش لفظ

اللہ رب العزت کی بے انتہا نوازشات اور اسکی عنایات، مدرسہ عظمتیہ نوادہ کی غیر ممنوں عطیات، مدرسہ وصیۃ العلوم الہ آباد، جامعہ مظہر العلوم بنارس کی اصلاحات، اور مادر علمی جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی علمی توجہات اور حضرات اساتذہ کرام کی بے انتہا شفقتوں نے میری قلبی امنگوں اور ڈھڑکتے ہوئے احساسات کو ملفوف و منقوش مجموعہ کی شکل دے کر توشہ آخرت کی فہرست میں ایک عنوان معنون فرما کر ایک نقش ثبت کیا، اور انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام لکھوایا۔ میں شاید اس مجموعہ کو بایں طور زیب صفحہ قرطاس کرنے کی جرأت وہمت نہ کرسکتا، اگر روشن ضمیر استاذ حضرت مولانا عبداللہ خالد صاحب استاذ مظاہر علوم و چیف ایڈیٹر ماہنامہ مظاہر علوم کی نظر ثانی نے میری حوصلہ افزائی نہ فرمائی ہوتی، کہ جنھوں نے اپنی قیمتی مصروفیات و علمی مشغولیات کے باوجود برائے تصحیح میری درخواست قبول فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی۔

اگرچہ میری ہمت نہ ہورہی تھی لیکن بعض مخلص حضرات اور یاران

باصفا نے میری ہمت افزائی کی، خصوصاً مولوی محمد المدنی، مولوی ابواللیث ارریاوی، مولوی افروز مدھوبنی، مولوی ممتاز ارریاوی، مولوی خلیل گیاوی، مولوی زبیر ارریاوی، مولوی سالم ارریاوی، مولوی عبدالحکیم چتراوی، مولوی نصیرالدین نوادوی، مولوی شمشاد چتراوی، مولوی عبدالحی نوادوی، مولوی منہاج چتراوی ودیگر احباب نے محبت وشفقت کے ساتھ ہمت افزائی فرمائی اور تعاون کیا۔

یہ کتابچہ میری طالب علمانہ دور کی پہلی کاوش ہے اور انجمن بزم ممتاز طلبہ گیا، نوادہ کا ثمرہ ہے، جو اپنی اصلاح اور امت کی اصلاح اور ثواب کے ارادے سے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

اس لیے تمام قارئین کرام سے مؤدبانہ درخواست کرتا ہوں کہ اگر کسی تقریر میں ضعف، کمی، کوتاہی ہو تو درگذر کریں، اور دعا کریں کہ اللہ رب العزت احقر کو اشاعت دین کے واسطے قبول فرمائے، آمین۔

محمد ضیاء الدین نوادوی، سال ہفتم

جامعہ مظاہر علوم دار جدید سہارنپور

ابن قاری شعیب احمد ناظم مدرسہ عظمتیہ محلہ انصار نگر نوادہ بہار

۲۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ بروز جمعہ

Scanned by CamScanner

توحید

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

،امابعد !

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ان اللّٰہ لا یغفر ان یُشرک بہ ویغفر ما دون ذٰلک لمن یشاء .

مدعی توحید سے اور شرک سے پاکباز
ایک طرف قبر کی پوجا دوسری طرف نماز
التجا فریاد استمداد غیر اللہ سے
یہ نہیں شرک تو شرک اور کس کا نام ہے

محترم حضرات ! اللہ رب العزت نے اس سرزمین پر ان گنت مخلوق پیدا کی انھیں میں سے ایک مخلوق انسان بھی ہے تو اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمیں دیگر مخلوق نہ بنا کر بلکہ اشرف المخلوقات انسان بنایا اور اس سے بڑا احسان یہ ہے کہ انسان بنانے کے ساتھ ساتھ ایمان والا

Scanned by CamScanner

اور مسلمان بنایا، اس احسان کے باوجود بھی اگر ہم کسی معاصی کے مرتکب ہوتے ہیں تو اس کو اللہ معاف کردے گا، لیکن اگر ہم نے اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا خواہ وہ ذات میں ہو یا صفات میں تو پھر اللہ رب العزت ہمیں معاف نہیں کرے گا کیونکہ خود ہی اللہ رب العزت نے فرمادیا "ان اللّٰہ لا یغفران یشرک به ویغفر مادون ذٰلك لمن یشاء۔

محترم حضرات! اسی لیے اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو ظلمت وکفراور شرک سے نکال کر رشد وہدایت اور صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لیے اس سرزمین پر کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا، سارے نبیوں کا طریقہ ایک تھا۔

☆ سب کی آواز توحید کی آواز تھی۔

☆ سب کا مشن توحید کا مشن تھا۔

☆ سب کی تعلیم توحید کی تعلیم تھی۔

☆ سب کی دعوت توحید کی دعوت تھی۔

☆ سب کا سبق قولوالا الٰہ الا اللہ تفلحون کا سبق تھا۔

حضرت آدم کا سبق کلمہ توحید کا سبق تھا، حضرت نوح کا سبق کلمۂ توحید کا سبق تھا، حضرت ابراہیم کا سبق توحید کا سبق تھا، حضرت موسیٰ کا سبق توحید کا سبق تھا، حضرت عیسیٰ کا سبق توحید کا سبق تھا۔ اس کے بعد جب باری آتی ہے محسن انسانیت، ہادی عالم رسول اللہ ﷺ کی تو ان کا بھی سبق

کلمہ توحید کا سبق تھا۔ گویا کہ ابوالانبیاء حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر افضل الانبیاء خاتم النبیین ،سید المرسلین جناب محمد عربی ﷺ تک جتنے بھی انبیاء مبعوث ہوئے تمام نبیوں کی آواز لاالٰہ الااللہ کی آواز تھی ،تمام نبیوں کی دعوت کلمہ توحید کی دعوت تھی۔

دوستو! اسی توحید کی دعوت کو عام کرنے کے لیے،اسی آواز کو بلند کرنے کے لیے انبیاء علیہ السلام کو تکلیفیں اٹھانی پڑیں،اِیذائیں برداشت کرنی پڑیں،گھروں کو چھوڑنا پڑا ،لوگوں کی دھمکیاں سننی پڑیں، گالیاں سننی پڑیں،توحید کی دعوت میں انبیاء کو قتل بھی کیا گیا جلاوطن بھی کیے گئے ،ذلت بھی اٹھانی پڑی ،لیکن قربان جایئے انبیاء کرام کی زندگی پر،انبیاء کرام کی ذات مبارکہ پر کہ پھر بھی وہ لوگ توحید کی دعوت سے باز نہیں آئے۔

سامعین کرام! اسی دعوت کے لیے جب امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر اعلان فرماتے ہیں کہ اے لوگو! اے سرداران مکہ !اے معبودان باطلہ کے پجاریو!اے لات وعُزّیٰ کو ماننے والو!ظلمت وشقاوت ،وحشت وبربریت کی وادی سے نکل کر شرافت،کرامت ونجات کے راستے کواختیار کرلواور لاالٰہ الااللہ پڑھو، کامیاب وکامران ہوجاؤ گے بس کیا تھا یہ اعلان سننا تھا کہ لوگ دشمن بن گئے ،کفارمکہ اور سرداران مکہ کہنے لگے کہ ارے دیکھو محمد ابن عبداللہ کو کیا

ہو گیا ہے کہ وہ اپنے آباواجداد کے معبودوں کی مذمت کر رہا ہے، یہ پاگل ہو گیا ہے، اس پر جادو کا اثر ہے، آپ کے چچا آپ کے دشمن بن جاتے ہیں، ابولہب جب آپ کو کسی مجمع میں کھڑے ہو کر کلمہ توحید کا اعلان کرتے دیکھتا تو یہ بد بخت پتھر مارتا، حتیٰ کہ آپ کا قدم مبارک لہولہان ہو جاتا ہے اور لوگوں سے کہتا کہ اس کی بات نہ سنو، یہ آدمی (نعوذ باللہ) جھوٹا ہے، بے دین ہے۔ ایک مرتبہ آپ کوہ صفا پر چڑھ کر لوگوں کو آواز دی لوگ جمع ہو گئے اس کے بعد آپ نہایت مؤثر پیرایہ میں اسلام کی دعوت دی، ابولہب بھی موجود تھا، تو اسی بد بخت نے کہا "تَبًّا لَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا" یعنی تو برباد ہو جا کیا ہم کو اسی بات کے واسطے جمع کیا تھا؟

دوستو! اس طرح سے طرح طرح کی ایذائیں پہنچائی گئیں راستہ میں کانٹا بچھایا گیا، جسم اطہر پر غلاظت ڈالی گئی، طائف میں پتھر کھائے، ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا اس راستہ میں جتنا مجھے ستایا گیا، اتنا کسی انبیاء کو نہیں ستایا گیا۔ لیکن قربان جایئے محسن انسانیت، ہادی عالم رسول عربی ﷺ پر کہ وہ پھر بھی اپنے مشن سے، اپنی دعوت سے نہیں ہٹے اور جنھوں نے اس دعوت کو قبول کر لیا تو انھوں نے بھی اس توحید کے جرم میں تکلیفیں اٹھائیں، لیکن مان لینے کے بعد، دعوت قبول کر لینے کے بعد اپنی جگہ سے نہیں ہٹے بلکہ احد احد کا نعرہ لگاتے رہے، کلمہ توحید کی آواز بلند کرتے رہے۔ چنانچہ حضرت بلالؓ کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ

اسلام لے آئے تو اس کی پاداش میں، اس کے جرم میں ان کے آقا امیہ ٹھیک تپتی دھوپ میں باہر لاتے، پیٹھ کے بل لٹا کر حکم دیتا کہ ایک بڑا پتھر لاکر ان کے سینہ پر رکھا جائے، پھر کہتا خدا کی قسم اس وقت تک اس حال میں رکھا جائے گا جب تک کہ تمہارا دم نہ نکل جائے، یا تم محمد کا انکار نہ کردو اورلات وعزیٰ کی پرستش کرنے لگو۔ لیکن وہ اس سخت ابتلاء و آزمائش میں بھی اعلان توحید سے باز نہیں آئے۔ اسی طرح سے جب حضرت عثمان بن عفان ایمان لائے تو ان کو ان کے چچا حکم بن العاص بن امیہ نے خوب مضبوط رسی سے باندھ دیا اور اس کے بعد کہا کہ کیا تم اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ کر ایک نئے دین کو اختیار کر رہے ہو؟ خدا کی قسم میں تم کو اس وقت تک نہیں کھولوں گا جب تک تم اپنے دین کو نہ چھوڑ دو۔ تو حضرت عثمان نے جواب دیا کہ واللہ میں اس دین کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔

دوستو! قربان جایئے صحابہ کرام کی زندگی پر کہ اتنی ایذا رسانی کے باوجود بھی اس مشن سے، اس دعوت سے نہیں ہٹے، کیوں کہ جان کا دینا تو آسان تھا لیکن ایمان کا دینا آسان نہیں تھا کیوں کہ توحید ایمان کی جڑ ہے۔ اس میں اگر کمی ہے تو ایمان ناقص ہے، اس توحید میں اگر کسی کو شریک کرلیا تو ایمان نامکمل، لہٰذا اب اگر کوئی مسلمان، کوئی ایمان والا کہتا ہے کہ نہیں کوئی معبود لیکن اللہ کے علاوہ کسی اور کو مشکل کشا مانتا ہے، اللہ کے علاوہ کسی اور کو حاجت روا مانتا ہے، اللہ کے علاوہ کسی اور کو اولاد

دینے والا مانتا ہے، اللہ کے علاوہ کسی اور کو مصیبتوں میں کام آنے والا مانتا ہے تو یاد رکھئے ایسا آدمی کبھی کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا ہے ۔ کیوں کہ توحید اس کا نام نہیں ہے کہ اللہ کو تو ایک مانیں، لیکن ساتھ ہی اولاد دینے والا، حاجت روا، مشکل کشا کسی دوسرے کو سمجھے، بلکہ توحید نام ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اور مالک الکل صرف اور صرف ذات باری کو مانا جائے ، کیونکہ اللہ رب العزت نے جگہ جگہ اعلان کیا "ان لاتعبدوا الا اللّٰہ " دوسری جگہ فرمایا "ان لاتعبدوا الا ایاہ" لہٰذا جو آدمی کلمہ توحید کے ان تمام تقاضوں کو مانتا ہے تب وہ کامل ایمان والا کہہ لاسکتا ہے، لیکن اگر کسی مسلمان کا، کسی ایمان والے کا عقیدہ اس کے خلاف ہے یعنی اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہو جیسا کہ آج کل جھوٹے عاشق رسول رضاخانیوں کا ہے تو ایسا آدمی کبھی کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا ہے ۔ کیوں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا شرک ہے اور شرک بہت بڑا گناہ ہے جس کو خود اللہ رب العزت نے فرمایا ان الشرک لظلم عظیم اور فرمایا کہ شرک ایسا گناہ ہے کہ اللہ رب العزت سب گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں لیکن شرک ایسا گناہ ہے کہ اس کو معاف نہیں کریں گے جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا "ان اللّٰہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلك لمن یشاء۔

محترم حضرات ! اسی فرق کو بتانے کے لیے، اسی

Scanned by CamScanner

شرک جیسی گناہ سے بچانے کے لیے اللہ نے انبیاء کو مبعوث فرمایا، اسی فرق کو بتانے کے لیے صحابیٔ رسولؐ حضرت خبیبؓ سولی کے تخت پر چڑھے، اسی فرق کو بتانے کے لیے، اسی شرک سے بچانے کے واسطے سید الشہداء حضرت حمزہ نے گردن کٹائی اور دیگر صحابہ کرام نے طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کیں اور رہتی دنیا تک کو سبق دے دیا کہ اے لوگو! جان چلی جائے مال چلا جائے لیکن اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، اللہ کے علاوہ کسی کو مشکل کشا نہ سمجھنا کسی کے آگے سر نہ جھکانا، کسی کو نفع ونقصان کا مالک نہ بنانا کیوں کہ یہی عقیدہ تھا کفار مکہ کا، یہی عقیدہ تھا مشرکین مکہ کا، اسی عقیدہ کو ختم کرنے کے لیے اللہ رب العزت نے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا تھا۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

دعا ہے کہ اللہ رب العزت کامل ایمان والا بنائے۔ آمین

جس کام کے لیے آئے وہ کام نہ بگڑے
سر جائے تو جائے مگر اسلام نہ بگڑے

مئے توحید سے سرشار ہو سنت ہے یہی
دل کسی غیر کو دنیا بدعت ہے یہی

وما علینا الا البلاغ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ اما بعد!....فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشراً ونذیراً و داعیاً الی اللّٰہ باذنہ و سراجاً منیراً. صدق اللہ العظیم

محترم سامعین! میں اس متبرک اور روحانی بزم میں شمع رسالت کو روشن کرنے کی جسارت کرر ہا ہوں، ورنہ تو حقیقت یہ ہے کہ سیرت النبی ﷺ کو موضوع گفتگو بنانا، شمائل نبوی پر کلام کرنا، صفات رسول کو شمار کرنا ہمارے جیسے عام انسان کی بساط سے باہر ہے، عام لوگوں کی کیا مجال کہ وہ سیرت النبی ﷺ کا احاطہ کرسکیں، جب کہ شاعر رسول ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

ما ان مدحت محمدا بمقالتی

ولٰکن مدحت مقالتی بمحمد

Scanned by CamScanner

یعنی میری بساط نہیں کہ اپنے اشعار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرسکوں، ہاں میں ذکر رسول سے اپنے اشعار کی ضرور مدح سرائی کی ہے، جیسا کہ ایک اردو شاعر نے اس طرح نقشہ کھینچا ہے۔

قلم میرا قاصر زبان میری عاجز، محمد کی عظمت بتاؤں میں کیسے
ہیں محبوب رب وہ امام الرسل فضائل مکمل سناؤں میں کیسے

محترم حضرات! رب کائنات کی اس سرزمین پر مختلف قسم کے مخلوقات نے اور مختلف انسانی طبقوں نے ہم پر احسانات کیے ہیں، وہ سب شکر کے مستحق ہیں، لیکن سب سے زیادہ ہم پر جن لوگوں کا احسان ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی جماعت ہے، ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی قوموں کے سامنے اس زمانہ کے مناسب حال، اخلاق عالیہ اور صفات کاملہ کا ایک نہ ایک بلند ترین معجزاتی نمونہ پیش کیا ہے، کسی نے صبر، کسی نے ایثار، کسی نے قربانی، کسی نے زہد غرض ہر ایک نے دنیا میں انسان کی پر پیچ زندگی کے راستہ میں ایک ایسا منار قائم کردیا ہے جس سے صراط مستقیم کا پتہ لگ سکے۔ مگر ضرورت تھی ایسے رہنما اور راہبر کی جو اس سرے سے لے کر اس سرے تک پوری راہ کو اپنی ہدایات اور عملی مثالوں سے رشن کردے گویا ہمارے ہاتھ میں اپنی زندگی کا پورا گائڈ بک دے دے جس کو لے کر اسی کی تعلیم وہدایت کے مطابق ہر مسافر بے خوف وخطر منزل مقصود کا راستہ پالے یہ راہنما سلسلہ انبیاء کرام

کے آخری فرد، محسن انسانیت، ہادی عالم، رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جس کو قرآن نے یا ایھا النبی انا ارسلناك شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا ؁ ذکر کیا۔

چنانچہ آپ کی بعثت اس وقت ہوتی ہے جب کہ پوری انسانیت خودکشی کے راستہ پر تیزی کے ساتھ گامزن تھی، انسان اپنے خالق حقیقی اور مالک کو بھول چکا تھا۔ پورے جزیرۃ العرب میں کوئی حکمراں حکمرانی کے لیے تیار نہ تھا اور نہ نظام مکمل تھا، عدالت، انسانیت، امامت ودیانت، عصمت وعفت، صلاح تقویٰ، زہد وورع، کا جنازہ نکل چکا تھا شرافت و عزت کی کلیاں مرجھا چکی تھیں، شرک وضلالت کی تاریکی ہر سمت نظر آ رہی تھی نفرت وعداوت، ظلمت وشقاوت کا دور دورہ تھا بسا اوقات پورے ملک میں ایک ایسا آدمی بھی نظر نہیں آتا جس کو اپنے دین کی فکر ہو، جو خدائے واحد کی پرستش کرتا ہو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتا ہو، کسی کے دل میں انسانیت کا درد ہو اور اس کے تاریک وہولناک انجام پر کچھ بے چینی ہو۔ یہ صورت حال اللہ رب العزت کے اس ارشاد کی ہو بہو تصویر تھی کہ "ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذ یقھم بعض الذی عملوا العلم یرجعون"۔

محترم حضرات! اللہ رب العزت نے اقوام عالم کو اس تاریکی اور ظلمت سے نکالنے کے واسطے ایسی ذات کا انتخاب کیا جن کی

بشارت سے توراۃ وانجیل کے اوراق مزین تھے جو امام الرسل، آقاءِ کل، ہادی سبل، خاتم النبیین وسید المرسلین بن کر آیا جس کو خدا نے "سراجا منیرا، بشیرا و نذیرا" کے القاب سے یاد کیا جس کی شان میں یٰس، طٰہٰ نازل ہوئی جس کو مدثر و مزمل کہہ کر پکارا گیا، درختوں نے جس کی اطاعت کی، کنکریوں نے جس کے ہاتھ پر کلمہ پڑھا، جس کے انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکرے ہو گیا تھا، گویا کہ آپ عالم میں خدا کی تعلیم وہدایت کے شاہد تھے، نیکوکاروں کو فلاح وسعادت کی بشارت سنانے والے مبشر تھے، ہوشیار اور بیدار کرنے والے نذیر تھے، بھٹکے ہوئے مسافروں کو خدا کی طرف پکارنے والے داعی تھے یوں تو ہر پیغمبر خدا کا شاہد، داعی، مبشر، نذیر بن کر اس دنیا میں مبعوث ہوا تھا، مگر یہ سب صفتیں سب کی زندگیوں میں عملاً یکساں نمایاں ہو کر ظاہر نہیں ہوئی بہت سے انبیاء آئے جو کسی نہ کسی خصوصیت کے حامل تھے لیکن وہ جو شاہد ومبشر، نذیر، داعی سراجا منیر بیک وقت تھا اور جس کے مرقع حیات میں یہ سارے نقش ونگار عملاً نمایاں تھے وہ صرف محمدؐ کی ذات گرامی تھی اور یہ اس لیے ہوا کہ آپؐ دنیا کے آخری پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے جس کے بعد کوئی دوسرا ابنی آنے والا نہیں تھا، آپ ایسی شریعت کے ساتھ مبعوث ہوئے تھے جو کامل ومکمل تھی جس کی تکمیل کے واسطے پھر کسی کو نہ آنا تھا آپ کی تعلیم دائمی وجود رکھنے والی تھی، یعنی قیامت تک اس کو زندہ رہنا تھا، اسی وجہ سے آپ کی ذات گرامی کو مجموعۂ کمالات اور دولت سے بے نیاز

Scanned by CamScanner

بنا کر بھیجا گیا تھا جیسا کہ خود باری تعالیٰ نے " ولکن الرسول اللہ وخاتم النبیین " فرما کر مہر لگا دیا۔

محترم سامعین ! آپ کی ولادت باسعادت یقیناً سیدنا حضرت ابراہیم کی دعا کا ثمرہ تھا، چنانچہ آپ کی ولادت مبارکہ سے قبل ہی اللہ رب العزت نے آپ کے والد عبداللہ کا سایہ سر سے اٹھا دیا اور آپ کو یتیم پیدا کیا، تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ میرا یہ یتیم کسی دنیاوی سہارے کا محتاج نہیں، بلکہ بچپن ہی سے آپ کی تربیت اس ذات گرامی نے کی جس نے آپ کے سر پر نبوت کا تاج سجایا، چنانچہ آپ کی نشو ونما خاص محفوظ و معصوم طریقہ پر ہوئی اور جاہلیت کی نجاستوں اور بری عادتوں سے اللہ نے ہمیشہ دور اور پاک رکھا، آپ اپنی قوم میں شروع ہی سے سب سے زیادہ صفات حمیدہ وعالی ہمت، حسنِ اخلاق سے آراستہ، راست گفتار، امانت دار کے مالک تھے، یہاں تک کہ آپ کی قوم کے لوگ آپ کو "امین، صادق" کے نام سے یاد کرنے لگے تھے، گویا کہ اللہ رب العزت نے آپ کو ان تمام عادتوں سے محفوظ رکھا جو آپ کے شان و مرتبہ کے لائق نہ تھے، آپ رشتہ داروں کا خیال کرتے، لوگوں کا بوجھ ہلکا کرتے، اور ان کی ضروریات پوری کرتے، جب آپ کی ولادت ہوتی ہے تو مکہ کے اندر کہرام مچ جاتا ہے لوگ خوشی میں آکر عبدالمطلب کو مبارک باد دیتے ہیں، عورتیں آپ کی والدہ "آمنہ" کو مبارک باد دیتی ہیں، لوگ ایک دوسرے کی دعوت

کرتے ہیں اور بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے کہ اس جیسا بچہ اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا تھا، جب آپ تجارت کے واسطے جاتے ہیں تو لوگ ''امین'' سمجھ کر آپ کے ساتھ اپنے غلام کو برائے تجارت بھیجتے ہیں لوگ آپ کو امین سمجھ کر مال جمع کرتے، لوگوں کی زبان پر صادق، امین کے الفاظ جاری تھے۔

محترم حضرات! لیکن جب یہی نوجوان، صادق، امین، رسالت نبوت سے سرفراز ہوکر شمع رسالت روشن کرتا ہے، اعلان حق بلند کرتا ہے، قولولا الٰہ الا اللہ کی صدائیں بلند کیں، تو سارا مکہ، ساری قوم آپ کی دشمن بن جاتی ہے، ہردلعزیز عداوت ونفرت میں بدل جاتی ہے، آپ کو صادق وامین کہنے والے آپ کی تکذیب کرنے لگتے ہیں ساحر ومجنون سے یاد کرتے ہیں، جولوگ نبوت سے قبل آپ کی پیدائش پر خوشی منارہے تھے وہی لوگ آپ کے جانی دشمن بن جاتے ہیں یہاں تک کہ آپ کے چچا ابولہب، ابوجہل آپ کے دشمن بن جاتے ہیں، لوگ ابوطالب کے پاس آتے ہیں جو آپ کی پرورش کررہے تھے اور لوگ کہتے ہیں کہ آپ اپنے بھتیجے کو سمجھالیں اور کہا کہ خدا کی قسم اب اس سے زیادہ صبر نہیں کریں گے جتنا صبر کا ثبوت ہم نے اب تک دیا ہے اپنے آباء واجداد اور معبودوں کی مذمت برداشت نہیں کریں گے، لہٰذا آپ ان کو یا تو اس حرکت سے باز رکھیں یا پھر ان سے اور آپ سے سمجھ لیں گے یہاں تک کہ ہم میں سے کوئی ایک فریق ختم ہوجائے، ابوطالب پر اپنی قوم کی جدائی اور دشمنی شاق تھی اور وہ اس

پر بھی راضی نہ تھے کہ وہ رسول خداؐ کی مدد سے ہاتھ اٹھالیں، اوران کوقوم کے حوالہ کردیں۔ لٰہذا ابوطالب نے آپ کو بلا بھیجا اور کہا کہ میرے بھتیجے تمہاری قوم کے لوگ میرے پاس آئے تھے اور ایسا ایسا کہہ رہے تھے ذرا میری جان کا بھی خیال کرلو اور اپنی جان کا بھی، مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو، جس کو میں اٹھا نہ سکوں۔ رسول اللہ کو یہ سن کر خیال ہوا کہ شاید ابوطالب ان کے معاملہ میں متردد ہیں اور اب آپ کی زیادہ حمایت و پشت پناہی نہ کرسکیں گے، تو آپ نے فرمایا کہ چچا خدا کی قسم اگر وہ میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں اور یہ چاہیں کہ میں اس کام کو چھوڑ دوں یہاں تک کہ اللہ اس کو غالب کردے یا میں اس راستہ میں ہلاک ہو جاؤں تب بھی میں اس سے باز نہیں آؤں گا، یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنکھوں میں آنسو آ گئے، اس کے بعد آپ اٹھ کر جانے لگے تو ابوطالب نے آواز دے کر کہا جاؤ جو تمہارا جی چاہے کہو اور جس طرح چاہو تبلیغ کرو، خدا کی قسم تم کو کبھی کسی کے حوالہ نہیں کروں گا۔

دوستو! دشمنان اسلام جب آپ کو ایذا پہنچاتے پہنچاتے تھک گئے اور ان کی کوشش ناکام ہوگئی، اور اسلام دن بدن پھیلتا ہی گیا تو آخر میں ان دشمنوں نے مکہ کے کچھ اوباشوں اور بدمعاشوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا، کفار مکہ نے آپ کو جھٹلایا اور طرح طرح کی تکلیفیں دینا شروع کیں، چنانچہ رفتہ رفتہ جب اسلام لوگوں کے دلوں کو مسخر کرنے لگا تو ایک

Scanned by CamScanner

دن سرداران مکہ دشمنان اسلام مقام حجر میں جمع تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور طواف کرتے ہوئے ان کے قریب سے گذرے انھوں نے کچھ فقرہ بازی کی آپؐ پر طنز کیا۔ تین مرتبہ جب آپ ان کے قریب سے گذرے تو ان لوگوں نے اسی طرح آپ کا مذاق اڑایا تو آخر میں آپ رک گئے اور فرمایا کہ اے قریش کے لوگو! کیا تم سن رہے ہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہارے واسطہ ایک انوکھی چیز لے کر آیا ہوں، آپ کے ان الفاظ سے سب اس طرح خاموش ہو گئے کہ معلوم ہو رہا تھا کہ کسی کے اندر جان ہی نہیں ہے۔ دوسرے روز پھر اسی طرح لوگ جمع تھے کہ رسول اللہ تشریف لائے وہ سب ایک ساتھ آپ پر ٹوٹ پڑے اور آپ کو گھیر لیا، ان میں سے ایک آدمی نے آپ کی چادر پکڑ کر اس طرح گھسیٹنی شروع کی کہ گلوئے مبارک کو اذیت پہنچی، دیکھتے ہی حضرت ابو بکر آپ کے اور اس آدمی کے بیچ میں آگئے اور روکر کہنے لگے "اتقتلون رجلًا ان یقول ربی اللہ" اس پر لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا اسی طرح جب آپ تبلیغ کے واسطے طائف گئے تو سب سے پہلے بنو ثقیف کے سرداروں اور ذمہ داروں سے ملے ان لوگوں نے بھی آپکا مزاق اڑایا اور شہر کے اوباش لوگوں اور غلاموں کو آپ کے ستانے پر معمور کر دیا یہ لوگ آپکو گالیاں دیتے شور مچاتے اور آپ ﷺ پر پتھر پھینکتے حتّی کہ آپ ﷺ کے دونوں پاؤں مبارک زخموں سے لہولہان ہو گئے دونوں جوتیاں خون

سے بھر گئیں، آپ ﷺ تھک کر بیٹھ جاتے تو یہ شریر آپ کا بازو پکڑ کر اٹھا دیتے اور جب آپ چلنے لگتے تو پتھر برساتے ایک دن جب حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ تمام عمر آپ پر سب سے سخت دن کونسا دن آیا۔ تو آپ نے اسی طائف کا حوالہ دیا۔ الغرض اسی اعلان حق کے واسطے طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں جسے سن کر اور پڑھ کر قلوب انسانی کانپ جاتے ہیں لیکن قربان جائے آقاء مولا تاج دار مدینہ رسول عربی ﷺ پر کہ اس وقت بھی قلب زبان پر دعاء ہی جاری ہوتی ہے۔ چنانچہ کتابوں میں آتا ہے کہ طائف میں جب زخمی حالت میں تھے تو دو فرشتے آئے اور اس نے اجازت طلب کی کہ وہ ان دونوں پہاڑوں کو جن کے درمیان طائف ہے ملا دیں، لیکن قربان جایئے آقاء پر جو کہ رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجے گئے تھے آپ نے منع کر دیا اور فرمایا کہ نہیں مجھے امید ہے کہ ان کی اولاد میں سے کوئی ایسا پیدا ہوگا جو خدائے واحد کی عبادت کرے گا اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کرے گا، معبودان باطلہ کو جھٹلائے گا۔ جیسا کہ آپ کے اس دعا کو کسی شاعر نے اس طرح کہا ہے۔

دعا مانگی الٰہی قوم کو چشم بصیرت دے
الٰہی رحم کر ان پر انہیں نور ہدایت دے
جہالت ہی نے رکھا ہے صداقت کے خلاف ان کو
بیچارے بے خبر انجان ہیں کر دے معاف ان کو

فراخی ہمتوں کو روشنی دے ان کے سینوں کو
کنارے پر لگا دے ڈوبنے والے سفینے کو
الٰہی فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھر والی زمینوں پر

دوستو! ذرا اندازہ لگائیں آپ کے صبر و تحمل، حلم و بردباری کا کہ اتنے تکالیف کے باوجود زبان سے دعا ہی جاری ہے اس طرح کے سیکڑوں واقعات کتب سیر میں بھرے پڑے ہیں جس کا احاطہ مجھ جیسے انسان سے بالاتر ہے، جس کو لکھنے سے قلم قاصر ہے، جس کو بولنے سے زبان عاجز ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

قلم میرا قاصر، زباں میری عاجز محمدؐ کی عظمت بتاؤں میں کیسے
ہیں محبوب وہ امام الرسل فضائل مکمل سناؤں میں کیسے

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو رسول اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علينا الا البلاغ

Scanned by CamScanner

عظمت قرآن

الحمد للہ الھادی الیٰ طریق السلامۃ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الاکرم ......امابعد !

فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم ،بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم لو انزلنا ھٰذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللّٰہ ☆ صدق اللہ العظیم

محترم حضرات ! آج اس متبرک بزم میں متبرک کتاب قرآن پر روشنی ڈالنے کی جسارت کرر ہا ہوں۔

اللہ رب العزت نے امت کو صراط مستقیم اور رشد ہدایت پر لانے کے لیے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو ایسے ایسے معجزات کے ساتھ مبعوث فرمایا جو اس زمانہ کے حالات کے مطابق تھا ،مثلاً حضرت موسیٰ کے زمانہ میں جادو کا زور تھا تو آپ کو معجزات بھی ایسے عطا کیے گئے

جو ظاہری صورت میں جادو سے مشابہت رکھتے تھے، مثلاً عصا کا سانپ بن جانا، ید بیضاء وغیرہ۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں طب کا چرچا تھا اس وجہ سے آپ کو اسی طرح کا معجزہ عطا فرمایا جو طب کی مشابہت رکھتے تھا، مثلاً اندھوں کو بینا کرنا وغیرہ، مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ۔ اسی طرح سے جب باری آتی ہے محسن انسانیت، ہادی عالم جناب محمد ﷺ کی تو آپ کو بھی حالات کے مطابق سینکڑوں معجزات سے نوازا لیکن ان تمام میں ایک زندہ جاوید سب سے مشہور اور مبارک معجزہ ''قرآن'' سے نوازا۔

دوستو ! یہ انقلابی کتاب ہے اور یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی فصاحت و بلاغت، جامعیت و معنویت بیان نہیں کی جا سکتی۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ انسانی قاصر ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کے ذریعہ معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کو خداوند قدوس نے مخلوق کو ایک ہزار سال پیدا کرنے سے قبل سورۂ یٰسٓ، طٰہٰ، کی تلاوت فرمائی تو فرشتوں نے سن کر کہا کہ مبارک ہو اس امت کو جس پر یہ کلام نازل ہوگا، اور خوش خبری ہو ان سینوں کے واسطے جو اس کے حامل ہوں گے اور بشارت ہو ان زبانوں کے واسطے جو اس کی تلاوت کرنے والی ہوں گی۔

محترم حضرات ! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قرآن اللہ کا دستر خوان ہے، قرآن اللہ کی مضبوط رسی ہے جیسا کہ

ارشاد باری ہے: وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ ،قرآن نور مبین ہے، قرآن ایک دستور حیات ہے، قرآن ایک جامع قانون ہے، قرآن تمام علوم کا گلدستہ ہے، قرآن ایک ایسا مکمل نظام ہے جس کے اندر زندگی کی ہر پہلو کو بیان کیا گیا ہے، قرآن ایک ایسا کیمیائی نسخہ ہے جس سے دنیا وآخرت کی عظمت وشوکت حاصل کی جاتی ہے، قرآن شفاء ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے: فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاس ،قرآن نجات دہندہ ہے، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کا ایک سرا قلب مؤمن سے منسلک ہے تو دوسرا سرا ذات باری تعالیٰ سے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جب مؤمن اس کو پڑھتا ہے تو فرشتے اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی کو بوسہ دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو دوست ودشمن سب کے دل میں گھر کرتی چلی جاتی ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی لذت وحلاوت، لطافت وشیرینی، فصاحت وبلاغت نے سرداران مکہ، کفار مکہ کو حیران کردیا۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کو بار بار پڑھنے سے دل گھبراتا نہیں، طبیعت اکتاتی نہیں، بلکہ شوق بڑھتا ہی جاتا ہے، رغبت زیادہ ہوجاتی ہے، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کے حفاظ کے والدین کو روز قیامت چاند وسورج سے بھی زیادہ چمکدار تاج پہنایا جائے گا، یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود رب کائنات نے لے رکھی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کے فضائل مناقب اتنے ہیں کہ زبان بیان کرنے سے قاصر ہے، عقل انسانی حیران ہے۔

اے امت کے نوجوانوں! غور کرنے کا مقام ہے کہ جس کتاب کی حفاظت وصیانت کی ذمہ داری خود خداوند قدوس نے لے رکھی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے: انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون ، اور جس کی تعلیم کا نظام خود پالنہار ہی کرے، اس کی رفعت وعظمت ، اس کی بلندی و بزرگی کا انکار سوائے دشمن قرآن اور گمراہ لوگوں کے اور کون کرسکتا ہے اور کوئی بھی انسان کیوں کر کرے جب کہ قرآن کو اللہ رب العزت نے بنی آدم کی رشد ہدایت کے واسطے نازل کیا ہے جیسا کہ فرمایا: ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم ویبشر المؤمنین گویا کہ ابوالانبیاء سیدنا آدم سے لے کر خاتم النبیین والمرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک جتنے بھی انبیاء مبعوث ہوئے ان کی تعلیمات ودعوت کا نچوڑ ہے اوران کے صحیفوں اور کتابوں کا خلاصہ اس قرآن میں موجود ہے۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ نزول قرآن سے قبل پوری دنیا خصوصاً جزیرۃ العرب اختلافات وتنازعات ،نفرت وعداوت جہالت وگمراہی کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے ،لیکن قرآن نے جب دستور زندگی بتایا تو اختلاف کی جگہ اتحاد واتفاق آگیا ،اور عرب کے وحشی بدوؤں کو دنیا میں سب سے زیادہ شائستہ اور تہذیب یافتہ اور بنی آدم کا ہمدرد بنادیا اوران لوگوں کو بدویانہ اور وحشیانہ زندگی کی ظلمت سے نکالکر اسلام کی پاکیزہ زندگی کا مالک بنادیا، تنازعات کی جگہ اخوت وشرافت آگئی ،نفرت وعداوت کی جگہ الفت ومحبت

آ گئی، قیصر و کسریٰ کے تاج تخت کو ہلا کر رکھ دیا۔

دوستو ! لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے قرآن سنانا شروع کیا تو مکہ کے اندر کھلبلی مچ گئی، کفار مکہ، معبودان باطلہ کے پجاری پکار اٹھے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے اس کو محمد ﷺ نے خود گھڑ لیا ہے، یہ خدا کا کلام ہے ، یہ محمد جھوٹ بولتا ہے، تو اللہ رب العزت نے ان کفار مکہ اور منکرین قرآن کو چیلنج کر کے کہا: وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوابسورۃ من مثله وادعوا شهداء کم من دون اللّٰہ ان کنتم صدقین ۔(ترجمہ) اگر تم لوگ شک میں ہو اس بات سے کہ ا سکو ہم نے نازل نہیں کیا ہے اپنے بندے یعنی محمدؐ پر، تو لاؤ ایک سورۃ اسی کے مثل اور بلالو اپنے مدگاروں کو میرے علاوہ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو، لیکن اس چیلنج کے بعد باوجود فصیح و بلیغ ہونے کے جن کو ناز تھا اپنی فصاحت وبلاغت پر وہ اس جیسا کام پیش کرنے سے عاجز رہ گئے اور اعتراض کرتے رہے تو پھر اللہ نے دوسری جگہ بطور چیلنج کے کہا:

فلیاتوا بحدیث مثله ۔

یہ چیلنج نہ تو صرف اہل مکہ کو تھا بلکہ تمام منکرین قرآن اور معترضین قرآن کو تھا مگر کوئی اس جیسا کلام پیش کرنے کی ہمت نہ کرسکا ا... آج تک ہو سکی اور نہ قیامت تک ہوگی بلکہ روز بروز لوگوں کے قلوب... کرتا گیا۔

محترم سامعین کرام! تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عمرؓ چلے تھے قاتل بن کر، کون عمر، وہی قریش کا جوان جس مجلس میں پہنچتا سب سے ممتاز رہتا، جس کی شجاعت، زور آوری، شہسواری، تیر اندازی اور بہادری کے ڈنکے بجتے تھے جب وہ سرکار دو عالم ﷺ کی مخالفت میں پیش پیش تھا تو ایک روز عمرؓ سرداران قریش کی میٹنگ میں اپنا یہ فیصلہ سناتے ہیں کہ میں آج تمہیں محمد کا سر کاٹ کر لائے دیتا ہوں۔ چنانچہ اسی ارادے سے گھر سے نکلے تو عجب اتفاق ہوا کہ راستہ میں خبر ملی کہ تمہارے بہن اور بہنوئی بھی اسلام کی دولت سے مالامال ہو چکے ہیں، عشق رسول ان کے قلوب میں پیوست ہو چکا ہے، اب کیا تھا غصہ کی حالت میں بہن کے گھر جا کر اس قدر مارا کہ لہولہان کر دیا جب تھک گئے تو آخر میں کہا وہ کلام سناؤ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے تو حضرت سعید نے سورہ طٰہٰ کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں، بس قرآن کا سننا تھا کہ پتھر دل موم ہو گیا، قرآن ان کے دل کے اندر اتر گیا، قرآن کی تاثیر اپنا کام کر گئی، ساری شقاوت دور ہو گئی، سن کر چیخ پڑے اور بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگے، قلب نور ایمانی سے منور ہو جاتا ہے اور سیدھے آستانہ نبوت پر جا کر حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے ہیں اور سرداران مکہ کے پاس قائل توحید بن کر لوٹتے ہیں۔

محترم حضرات! یہی وہ قرآن ہے کہ جب

ہندوستان کے اندر انگریزوں کا تسلط ہوتا ہے اور برطانوی حکومت حملہ کرتی ہے تو حکم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے اندر جتنے بھی قرآن ہیں سب کو نیست نابود کردیا جائے۔ چنانچہ اس حکم کے تحت جگہ جگہ سے قرآن کے نسخے کو جلایا جاتا ہے سمندروں میں بہادیا جاتا ہے لیکن اس کے بعد بھی یہ کوشش ناکام ہوجاتی ہے تو آخر میں ایک برطانوی گورنر ایک مسلمان بچہ سے پوچھتا ہے کہ بیٹے بتاؤ فلاں آیت قرآن میں کس جگہ ہے تو وہ بچہ نرم ونازک زبان سے فوراً وہ آیت پڑھنے لگتا ہے، یہ سنتے ہی برطانوی گورنر برجستہ کہتا ہے کوئی ماں کا لال اس کتاب کو ختم نہیں کرسکتا اور واقعہ بھی یہی ہے کیوں کہ جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ رب العزت نے لے رکھی ہے جیسا کہ ارشاد ہے"وانا له لحافظون"تو اس کو کون ختم کرسکتا ہے۔

لہٰذا اب ہم غور کریں کہ اتنا مقدس کلام ہونے کے باوجود ہمارا تعلق قرآن سے کتنا ہے، اس کی تلاوت کا کیا معمول ہے، اس کے احکام پر کتنے عمل پیرا ہیں حالانکہ امام مالک کا مقولہ ہے"لا یصلح هذا الامة الا بما صلح به اولها"یعنی اس امت کے اول طبقہ کی اصلاح جس چیز سے ہوئی ہے اسی سے امت کے آخری طبقہ کی اصلاح ہوسکتی ہے، اسی قرآن کے ذریعہ اللہ رب العزت لوگوں کو اوپر بھی اٹھاتا ہے، نیچے بھی گراتا ہے، عروج بھی عطا کرتا ہے، زوال بھی دیتا ہے،، ترقی سے بھی

Scanned by CamScanner

نوازتا ہے ،پستی میں بھی ڈالتا ہے جیسا کہ خود حضور علیہ ﷺ نے فرمایا ”ان
اللّٰہ یرفع بھٰذا الکتاب اقواماً ویضع بہ آخرین (مسلم)
(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعہ کچھ لوگوں کواوپر اٹھاتا
ہے اور کچھ لوگوں کواسی کی وجہ سے پستی میں گراتا ہے یعنی جولوگ قرآن
پرایمان لاتے ہیں اس کے احکام وفرمودات پر عمل کرتے ہیں انھیں اللہ
تعالیٰ ایمان لانے اور عمل کرنے کی وجہ سے عروج وکمال سے نوازتا ہے
اور جوایمان نہیں لاتے ،قرآن کے احکام وتعلیمات پر عمل نہیں کرتے
انھیں ایمان نہ لانے اور عمل نہ کرنے کی وجہ سے قعرمذلت میں گرادیتا ہے۔

دوستو ! لیکن افسوس ہے کہ آج ہم قرآن کی عظمت سے
ناواقف قرآن کی برکت سے ناواقف ،قرآن کی اہمیت سے ناواقف
ہیں، حالانکہ یہ قرآن نجات ورحمت ہے عاصیوں کے واسطہ، یہ قرآن پیغام
رحمت ہے شکستہ دلوں کے واسطے، یہ قرآن ناصح وخیرخواہ ہے گمراہوں کے
واسطے۔

لہٰذا! اے امت کے لوگو! اگر آج بھی انسانیت کے ساتھ زندگی
گذارنا چاہتے ہیں تو قرآن کورہبر بنائیں، اگرامن وامان چاہتے ہیں تو
تعلیمات قرآن پر عمل کریں، اگر دونوں جہان کی کامیابی چاہتے ہیں تو
قوانین قرآنیہ پر عمل کریں، سماجی واخلاقی مسائل کوحل کرنا چاہتے ہیں تو
دستورقرآنیہ کواپنائیں، اس قرآن کوسینے سے لگائیں، اس کوپڑھیں اور

Scanned by CamScanner

پڑھائیں کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''خیرکم من تعلم القرآن و علمہ ''یعنی تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے، اور حافظ قرآن کے بارے میں فرمایا کہ اس کے والدین کو روز قیامت ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ جس کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہوگی اور حضرت انسؓ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن پڑھائے تو اس کو روز قیامت چودھویں رات کے چاند کے مشابہ اٹھایا جائے گا۔

تو آیئے ہم سب ملکر پختہ ارادہ کریں کہ انشاء اللہ اب قرآن سے بے رغبتی اور لاتعلقی ولا پرواہی نہ کریں گے بلکہ اس کو اپنا دستور حیات بنائیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو احکام قرآنیہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے قلوب کے اندر عظمت قرآن سمودے۔

ہر غم سے ملے گی نجات تمہیں ہر مشکل آسان ہوجائے گی
قرآن میں واللہ وہ اثر ہے قرآن پڑھو، قرآن سنو

وما علینا الا البلاغ

اھمیت نماز

ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء و المنکر.

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ معراج المؤمنین.

اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اللہ نے ہمیں انسان بنا کر بھیجا اس دنیا کے اندر آپ جتنی چیزیں دیکھ رہے ہیں سب اللہ کی مخلوق ہیں، بحیثیت مسلمان ہونے کے سب سے زیادہ جس چیز کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے وہ نماز ہے، لہٰذا آج اس پر رونق بزم میں نماز کے بارے میں بولنے کی جسارت کرنے جا رہا ہوں۔

محترم حضرات ! اللہ رب العزت نے اپنے حبیب آقا، مولیٰ، تاجدار مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے انتہا نعمتوں سے سرفرام فرمایا انھیں نعمتوں میں سے ایک اعلیٰ نعمت نماز ہے، نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ نماز کے علاوہ جتنی بھی عبادتیں فرض ہوئیں وہ حضرت جبرئیل کے ذریعہ فرش پر فرمایا، حج کی فرضیت اللہ تعالیٰ نے فرش پر فرمایا، روزہ کی فرضیت اللہ

Scanned by CamScanner

نے فرش پر فرمایا، اسی طرح بقیہ عبادتیں بھی اللہ نے حضرت جبرئیل کے ذریعہ فرش پر عطا کیا لیکن نماز ہی ایک ایسی اعلیٰ وارفع عبادت ہے کہ اللہ رب العزت نے محسن انسانیت، ہادی عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو معراج میں بلا کر عرش پر عطا کیا۔ یہی وجہ ہیکہ رسول اللہؐ نے فرمایا الصلوٰۃ معراج المؤمنین نماز مذہب اسلام کا سب سے اہم اور بنیادی رکن ہے نماز کفر وایمان کے درمیان حدِ فاصل ہے، نماز ہی سے فیصلہ ہوتا ہے، کہ کون متقی، کون شقی، کون مسلم، کون کافر ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''بین العبد وبین الکفر ترك الصلوٰة'' نماز کے بغیر خدا کا تقرب حاصل نہیں ہوسکتا اگر کوئی شخص نماز نہ پڑھتا ہو اور دین کے تمام کام انجام دیتا رہے تو یہ اس کے ایمان کی دلیل نہیں ہے بلکہ ایمان کی دلیل یہ ہے کہ سب سے پہلے نماز پڑھے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''لکل شیٔ عَلم و عَلَم الایمان الصلوٰة'' کہ ہر چیز کی ایک نشانی ہوتی ہے، اسی طرح ایمان کی بھی ایک نشانی ہے اور وہ نماز ہے، اگر کوئی آدمی بزرگیت کا دعویٰ کرتا ہے اور نماز نہ پڑھے تو یقیناً اپنے اس دعویٰ کے اندر جھوٹا ہے، اور وہ بزرگ نہیں بلکہ وہ شیطان ہے خواہ وہ کتنا ہی کرمات ومکاشفات دکھلائے، نماز دین کا ستون ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''الصلوٰة عماد الدین فمن اقامها اقام الدین ومن هدمها هدم الدین'' نماز جہنم سے نجات دلانے والی ہے، نماز روح کی

غذا ہے، نماز ہر درد کا درما ہے، نماز ہر مرض کی شفا ہے، نماز مؤمن کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔

محترم حضرات ! توحید وایمان کے بعد انبیاء علیہم السلام نے نماز ہی کی تاکید فرمائی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن میں ایک دو جگہ نہیں بلکہ سینکڑوں جگہ اللہ رب العزت نے نماز کی تاکید فرمائی ہے، چنانچہ فرمایا "اقیموا الصلوٰۃ" دوسری جگہ فرمایا "یا ایھا الذین آمنوا استعینوا باالصبر و الصلوٰۃ" ایک جگہ فرمایا "واقیموا الصلوٰۃ ولاتکونوا من المشرکین" قرآن ہی کے اندر ہے کہ اہل جنت، اہل جہنم سے سوال کریں گے "ما سلککم فی سقر" یعنی کون سی چیز جہنم میں لے گئی تو وہ لوگ جواب دیں گے "قالوا لم نک من المصلحین"۔

دوستو ! نماز مؤمن کا سب سے بڑا ہتھیار اور سہارا ہے لیکن افسوس ہے کہ آج ہم اس ہتھیار اور سہارا کو چھوڑ کر در، در کی ٹھوکریں کھارہے ہیں، اور نہ جانیں کس کس در پر جارہے ہیں، تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرام نے زندگی کے ہر موڑ پر نماز کی پابندی کی، لڑائیاں ہورہی ہیں، غزوات ہورہے ہیں، لیکن جب نماز کا وقت آگیا تو فوراً نماز ادا کی، چنانچہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں آتا ہیکہ آخری وقت میں ایک سرد آہ بھرتے ہوئے فرمایا لاحظ فی حیاۃٍ وقد عجزت عن الصلوٰۃ

یعنی جب نماز پڑھنے سے بھی عاجز ہوگیا تو اب ایسی زندگی سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ حضرت حسینؓ کے بارے میں آتا ہے کہ میدان کربلا میں شہید ہو رہے ہیں اس وقت بھی آپ کا آخری عمل جو تھا وہ نماز تھا، اسی طرح حضرت خبیبؓ کو سولی پر چڑھایا جارہا ہے تو آخری وقت میں ان سے پوچھا گیا کہ آخری تمنا کیا ہے، تو انھوں نے جو جواب دیا اس پر غور کریں کہ اگر ہم اور آپ ہوتے تو کیا جواب دیتے، لیکن قربان جایئے صحابہ کرام کی زندگی پر انھوں نے جواب دیا کہ صرف دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دی جائے، اب ذرا اندازہ لگائیں کہ آخری وقت ہے، سولی پر چڑھایا جار ہے لیکن اس وقت بھی نماز، نماز ہے، اسی کو شاعر نے کہا۔

نہ مندر میں، نہ مسجد میں، نہ بیت اللہ کے دیواروں کے سایہ میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سایہ میں

یہ تھا صحابہ کرام کا عمل، حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جو آخری وقت میں جو الفاظ جاری تھے وہ الفاظ الصلوٰۃ الصلوٰۃ ہے۔ ایک حدیث کے اندر ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرے تو نماز اس کے لیے روز قیامت میں نور ہوگی اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہوگی، اور نجات کا سبب ہوگی، اور جو شخص نماز کا اہتمام نہ کرے تو اس کے واسطے نماز روزِ قیامت نہ نور ہوگی اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا ذریعہ، اور اس کا حشر فرعون،

ہامان، اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا، اب ذرا اندازہ لگائیں کہ ہم میں سے کون چاہے گا کہ اس کا حشر فرعون وہامان کے ساتھ ہو، اس کا حشر ابی ابن خلف کے ساتھ ہو بلکہ ہر ایک کی تمنا یہ ہوگی کہ یا اللہ میرا حشر انبیاء کے ساتھ ہو، میرا حشر شہداء کے ساتھ ہو، میرا حشر صدیقین کے ساتھ ہو۔

دوستو ! تو اگر واقعی اپنا حشر انبیاء، شہداء، صدیقین کیساتھ کرانا چاہتے ہیں تو پھر بیٹھتے کیوں ہیں، بلکہ انبیاء، شہداء، صدیقین والا عمل اختیار کرنا ہوگا۔

دوستو ! نماز ایک ایسی عبادت ہے جو آپس میں الفت ومحبت پیدا کرتی ہے، جو مساوات کا سبق دیتی ہے، آقا ہو یا غلام، غریب ہو یا امیر بادشاہ ہو یا رعایا، استاذ ہو یا شاگرد، سب کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیتی ہے، اس کے اندر کسی کا امتیاز نہیں ہے، جس کو کسی شاعر نے اس طرح ادا کیا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ بندہ نواز
بندہ و صاحب ومحتاج و غنی ایک ہوئے
تیرے دربار میں پہنچے تو سب ہی ایک ہوئے

محترم حضرات ! لیکن آج جب کہ مساجد پختہ، عالیشان بنائی جاتی ہیں مگر نمازی بہت کم نظر آرہے ہیں، آباد کرنے والے کم نظر

آتے ہیں لیکن صحابہ کی زندگی کا مطالعہ کریں گے تو پتہ چلے گا کہ اس وقت مسجدیں تو کچی تھیں لیکن نمازی پکے تھے، جیسا کہ شاعر نے کہا۔

پہلے مسجدیں کچی تھیں تو پکے تھے نمازی

آج مسجدیں پکی ہیں تو کچے ہیں نمازی

نماز کی اہمیت ہر مسلمان کے قلب میں ایسی ہونی چاہئے جیسا کہ سیدنا حضرت عمرؓ کے قلب میں تھی، حضرت عمر فاروقؓ امامت فرمارہے ہیں آپ پر نماز میں قاتلانہ حملہ کیا گیا، زخمی ہوگئے تو فوراً حضرت عبدالرحمٰن کا ہاتھ پکڑ کر امامت کے واسطے آگے بڑھا دیا اور امت مسلمہ کو سبق دیا کہ میری فکر نہ کرنا بلکہ پہلے نماز کی فکر کرو کیوں کہ۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

لہٰذا آج ہمارے قلوب کے اندر بھی نماز کی اہمیت ہونی چاہئے،

دوستو ! یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مروا اولادکم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع واضربواھم علیھا وھم ابناء عشر'' یعنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب کہ وہ سات سال کے ہوجائیں اور جب انکی عمر دس سال ہوجائے تو نماز نہ پڑھنے پر مارو، اب ذرا ہم اپنے ماحول کا اپنے گھر کا جائزہ لیں کہ ایک گھر میں کتنے لوگ نمازی ہیں بلکہ آج تو ہمارا یہ حال ہوگیا ہے کہ نہ تو خود پڑھتے ہیں اور نہ اولاد کو نماز کا حکم دیتے

Scanned by CamScanner

ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمارے قلوب کے اندر بھی نماز کی اہمیت ڈال دے اور اس کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

وما علینا الا البلاغ

Scanned by CamScanner

فضائل جمعہ

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلیٰ آلہ واصحابہ ومن اھتدیٰ بھداہ . اما بعد ! فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وذروا البیع ☆

محترم حضرات ! آج اس پر رونق محفل میں فضائل جمعہ پر کچھ بولنے کی جسارت کر رہا ہوں دعا ہے کہ اللہ رب العزت کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ رب العزت نے ان گنت مخلوق پیدا کی اور ان میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی پر فوقیت عطا فرمائی، جیسا کہ ارشاد باری ہے: وفوق کل ذی علم علیم - چنانچہ اس دنیا کے اندر لوگوں کو ظلمت وتاریکی سے نکالنے کے لیے بہت سارے انبیاء کو مبعوث فرمایا مگر ان تمام میں سید الانبیاء وافضل الانبیاء، محسن انسانیت، ہادی عالم، رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا، اسی طرح سے جنتیں سات پیدا کیں اور اپنے لیے اللہ رب العزت

نے جنت الفردوس کو پسند کیا جوانبیاء علیہم السلام کا مقام ہے اور سب سے اوپر کی جنت ہے ،اسی طرح پہاڑ ہزاروں بنائے مگر طور سینا کو پسند کر کے اپنی تجلی گاہ بنایا، اسی طرح سے دینا میں اس کے شہر ہزاروں، لاکھوں ہیں مگر سید المدینہ ،مکہ المکرّمہ کو بنایا ،اسی طرح راتیں سات بنائیں مگران تمام میں سید اللیل ، لیلۃ القدر کو بنایا ،اسی طرح سے تمام مہینوں میں سید الشہر رمضان المبارک کو بنایا ،اسی طرح سے تمام کتابوں میں سید الکتب قرآن مجید کو بنایا ،اور جب باری آتی ہے دنوں کی تو تمام ایام پر سید الایام جمعہ کو بنایا، گویا کہ ہر چیز کو پیدا کر کے اس کا ایک چیرمین بنادیا۔

دوستو! لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر جمعہ کو سید الایام کیوں بنایا؟ کیوں کہ مکۃ المکرّمہ تو اس لیے افضل ہے کہ وہاں خانہ کعبہ ہے ، اور رمضان اس لیے افضل ہے کہ اس کے پاس نزول قرآن کی برکت ہے اور لیلۃ القدر اس لیے افضل ہے کہ اس کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا: لیلـہ القدر خیر من الف شهر۔ تو اب جمعہ کے اندر وہ کون سی دولت ہے جس کی وجہ سے سید الایام کا لقب ملا تو حدیث کے اوراق سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "قـال رسول الله ﷺ خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ آدَمُ ،وَفِیْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِیْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّافِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ (مشکوٰۃ:۱۱۹)۔ گویا کہ جتنے بھی عظیم واعظم امور ہیں وہ اسی دن

میں ظاہر ہوئے ،فرمایا گیافیہ جمع طین آدم ،گویا کہ جمعہ اس کا مادہ ج،م، ع، ہے جس میں جامعیت کی شان موجود ہے ،یعنی منتشر اشیاء کوایک جگہ جمع کردینا ،بکھری ہوئی چیزوں کوملا دینا جمعہ کا مادہ ہے، جتنی بھی بڑی بڑی اشیاء منتشر تھیں وہ اسی دن میں جمع کی گئیں ،جیسا کہ آدم کی مٹی جو پوری زمین سے لی گئی ،وہ جمعہ کے دن میں ہی جمع کی گئی ہے ،اور جمعہ ہی کے دن آدم کو اللہ نے پیدا کیا ہے ،اور جمعہ ہی کے دن آدم کو جنت داخل کیا اور جمعہ ہی کے دن آدم جنت سے دنیا میں بھیجے گئے ،اور جمعہ ہی کے دن صحف آدم آسمانوں سے اتارا گیا ،اور جمعہ ہی کے دن قیامت قائم ہوگی اور جمعہ ہی کے دن آدم وحواء کی ملاقات ہوئی ۔اور جمعہ ہی کے دن سے حساب وکتاب شروع ہوگا۔الغرض اس میں جامعیت کی شان موجود ہے۔

دوستو ! دنیا میں جمعہ لایا گیا تا کہ انسان جیسے اس کی تکوینی طور پر ہر چیزیں جمع ہوئی ہیں ،اپنے ارادے سے جمعیت کی شان اپنے اندر پیدا کرلے ،یعنی جمع ہونا سیکھیں ،قلوب کی یکسانی سیکھیں ،قلوب کا میل ملاپ اور اتحاد سیکھیں ،اختلافات سے بچیں ،گروہ بندیوں سے بچیں ، اس کے لیے جمعہ کو نمونہ بنایا گیا کہ شکلیں مختلف ،عقلیں مختلف ،رنگ مختلف مگر سب آکر جمعہ کے دن جمع ہوتے ہیں ،خواہ یہاں کے لوگ ہوں یا قصبہ کے ہزاروں ،لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوتے ہیں ،باوجود اختلافات کے پھر بھی ان میں وحدت پیدا ہوتی ہے۔یہ جمعہ ہی کی برکت ہے گویا کہ یوم

Scanned by CamScanner

جمعہ اجتماعیت کی دعوت دیتا ہے کہ باہمی میل ملاپ اور محبت پیدا ہو، باہمی یگانگت پیدا ہو جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا: واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ۔ گویا کہ جمعہ ہفتہ کی عید ہے جیسا کہ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ نے آیت کریمہ: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ کی تلاوت فرمائی تو ایک یہودی جوان کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید بنا لیتے تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس آیت کا نزول عید کے دن ہی ہوا ہے اور وہ بھی دہری عید تھی ۔ ایک جمعہ کا دن تھا اور ایک عرفہ کا دن تھا اور فضائل جمعہ میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ '' (مشکوۃ، ص: ۱۲۱)۔

یعنی جو آدمی مسلمان مرے جمعہ کے دن یا رات تو اللہ اسکو عذاب قبر سے بچائے گا، اور ایک جگہ تو آپ نے یوم الجمعۃ کو خیر یوم کا خطاب دیا جیسا کہ فرمان رسولؐ ہے '' خَيْرُ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ '' یہی وجہ ہے کہ جمعہ کہتا ہے کہ میرے پاس وہ دولت ہے جو گنہگاروں کے کام آئے گی، سیاہ کاروں کے کام آئے گی، اصفیاء کے کام آئے گی، عبادت گذاروں کے کام آئے گی، اولیاء کے کام آئے گی،

تہجد خانوں کے کام آئے گی، لیکن سوال ہے کہ آخر وہ کون سی دولت ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اِنَّ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ یَسْأَلُ اللّٰهَ فِیْهَا خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ"۔ (مشکوۃ:ص:۱۱۹)۔

یعنی جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اگر کسی مسلمان بندے کو حسن اتفاق سے خاص اسی گھڑی میں بھلائی کی کوئی چیز اللہ رب العزت سے مانگنے کی توفیق مل جائے تو اس کو عطا فرما ہی دیتا ہے، گویا کہ اس ارشاد کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح پورے سال میں رحمت وقبولیت کی ایک خاص رات یعنی شب قدر رکھی گئی ہے تو اسی طرح ہر ہفتہ میں بھی جمعہ کے دن رحمت وقبولیت کی ایک خاص گھڑی ہے کہ اگر اس ساعت میں بندے کو اللہ سے دعا مانگنا نصیب ہو جائے تو اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے قبولیت ہی کی امید ہے۔

محترم حضرات: اب ذرا ہم اپنے معاشرے پر نظر دوڑائیں کہ ہمارے اندر جمعہ کی کتنی اہمیت ہے اس کا کتنا اہتمام کرتے ہیں، یہ تو ہماری خوش نصیبی ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے ہمیں اتنا بابرکت دن عطا فرمایا ورنہ تو امم سابقہ کو بھی یہ دن ملا تھا مگر انھوں نے اختلاف کیا تو اللہ نے ان سے یہ برکت دن چھین لیا اور ہمیں عطا کیا، اگر اب بھی ہم احسان سناشی نہ کریں اور اس دن کو اس کے حق کی طرح نہ گذاریں تو یہ ہماری بد قسمتی ہے، لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس دن کا حق کیا

Scanned by CamScanner

ہے؟ تو آیئے آپ کو فرمان باری تعالیٰ دکھاتا ہوں کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ”یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وذرو البیع “اس آیت کریمہ سے پتہ چلا کہ جمعہ کے دن جمعہ کی تیاری کرنی چاہیئے اور اذان ہوتے ہی ہر کام کو چھوڑ کر مسجد کا رخ کریں خواہ دکان میں ہوں یا مکان میں، کھیت میں ہوں یا کھلیان میں، کیوں کہ ایک جگہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قال رسول اللہ ﷺ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ وَقَفَتِ الْمَلٰئِکَۃُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ کَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ یُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ یُهْدِیْ کَبْشًا، ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ کالذی
بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ“ (ترجمہ) رسول اللہ نے فرمایا کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور شروع میں آنے والوں کا نام یکے بعد دیگرے لکھتے ہیں اور اول میں یعنی سب سے پہلے آنے والوں کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو اللہ کے حضور میں اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے اور پھر دوسرے نمبر پر آنے والوں کی مثال گائے کی قربانی پیش کرنے والے کی طرح ہے اور تیسرے نمبر پر آنے والوں کی مثال مینڈھے کی قربانی کرنے والے کی طرح ہے، اس کے بعد مرغی پیش کرنے والے کی طرح، اس کے بعد انڈا پیش کرنے والے کی طرح، پھر جب امام خطبہ

Scanned by CamScanner

کے لیے ممبر کی طرف جاتا ہے تو یہ فرشتے رجسٹر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں شریک ہو جاتے ہیں۔

محترم حضرات! لیکن افسوس ہے کہ آج اکثر مساجد میں لوگ خطبہ کے دوران آتے ہیں بالخصوص سرمایہ دار، مالدار، تاجر حضرات اور اسکے بعد یہ ظلم کرتے ہیں کہ ایک تو سب سے پیچھے آتے ہیں اور پھر لوگوں کے کاندھوں کو پھلانگتے ہوئے صف اول میں جگہ تلاش کرتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایسے لوگوں کے بارے میں رسول اللہؐ نے وعید بیان کی ہے، چنانچہ فرمایا "مَنْ تَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اُتُّخِذَ جِسْرًا اِلیٰ جَھَنَّمَ" (مشکوٰۃ ص:۱۲۲) یعنی جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں کا پھلانگ لگایا تو اس نے گویا کہ پل بنالیا جہنم کی طرف، لہٰذا اگر اس وعید سے بچنا چاہتے ہیں اور صف اول میں جگہ لینا چاہتے ہیں تو اذان ہوتے ہی کاروبار، دکان، کھیت وغیرہ سب کو چھوڑ کر مسجد پہنچنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح سے اداب جمعہ میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَلَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِیَابِہٖ وَمَسَّ مِنْ طِیْبٍ اِنْ کَانَ عِنْدَہٗ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَۃَ فَلَمْ یَتَخَطَّ اَعْنَاقَ النَّاسِ ثُمَّ صَلّٰی مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ کَانَتْ کَفَّارَۃً لِمَا بَیْنَھَا وَبَیْنَ الْجُمُعَتِہِ الَّتِی قَبْلَھَا" (مشکوٰۃ ص:۱۲۲) یعنی جس

Scanned by CamScanner

نے جمعہ کے دن غسل کیا اور جو اچھے کپڑے اس کے پاس میسر تھے وہ پہنے اور خوشبو اگر اسکے پاس ہے تو وہ بھی لگائے پھر نماز جمعہ کے واسطے حاضر ہو اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آگے نہیں گیا اور پھر جتنی رکعتوں کی اللہ نے توفیق دی (سنن ونوافل میں سے) اس کو پڑھی پھر جب اما خطبہ کے واسطے آیا تو ادب اور خاموشی کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو کر سنا یہاں تک کہ نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو اس بندے کی یہ نماز اس جمعہ اور اس سے قبل والے جمعہ کے درمیان کے گناہوں، خطاؤں کے واسطے کفارہ ہو جائے گی، اور روایات کے اندر آتا ہے کہ جب امام خطبہ کے واسطے نکلے تو اب اس کے بعد نہ کلام ہے اور نہ صلوٰۃ ہے جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ فَلَا صَلوٰۃَ وَلَا کَلَامَ'' یعنی اس وقت نہ کلام جائز ہے اور نہ نوافل وغیرہ یہاں تک کہ اس وقت سامعین کو امر بالمعروف کرنا بھی جائز نہیں ہے جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ'' (مشکوٰۃ ص:۱۲۲) یعنی جب کوئی اپنے ساتھی سے کہے جمعہ کے دن کہ خاموش رہو حال یہ کہ امام خطبہ دے رہا ہو تو اس نے لغو کام کیا، یہاں تک کہ ایک جگہ فرمایا کہ جو کنکریوں سے کھیلنے لگا تو اس نے لغو کام کیا، مکروہ کا ارتکاب کیا لہٰذا اب ان احادیث کی روشنی میں اپنے معاشرے کا جائزہ لیں کہ آج ہم حدیث پر کتنا عمل کررہے ہیں اور کتنی وعیدات سے بچ رہے ہیں۔

مقام صحابہؓ

الحمدللہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین ،والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ الکاملین امابعد......فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدایبتغون فضلا من اللہ و رضواناً .صدق اللہ العظیم.

محترم سامعین کرام:

آج کی اس بابرکت مجلس اور پررونق محفل میں غلامان مصطفیٰ، درسگاہ نبوی کے شاگردوں کا ذکر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

کیونکہ رب السمٰوٰت والارض مالک بحروبر کے اس سرزمین پر نظر ڈالیں گے تو ایک طرف ایسے لوگ ملیں گے جنھوں نے قرآن کے خلاف قلم اٹھایا اور اس کی حقانیت کو مٹانے کی کوشش کی ،اور دوسری طرف ایسے لوگ بھی ملیں گے جنھوں نے حدیث کے خلاف قلم اٹھایا اور اس کے

صاف شفاف آئینے کو گردآلود کرنا چاہا اور ایک طرف ایسے لوگ بھی ملیں گے جنھوں نے امام الانبیاء سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو نشانہ بنایا اور ختم نبوت کا انکار کیا، لیکن اس پر بھی جب طبیعت نہیں بھری تو صحابہ کی مقدس جماعت کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا، حالانکہ یہ بات مسلمانوں کے نزدیک مسلّم ہے اور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ محسن انسانیت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اگر کوئی جماعت اللہ کے نزدیک محبوب و مقبول ہے تو وہ صرف اور صرف صحابہ کرام کی جماعت ہے اس لیے کہ اللہ رب العزت نے اپنی رضاء کا پروانہ اسی دنیا کے اندر دے دیا تھا جیسا کہ ارشاد باری ہے رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ بلاشبہ جیسے ساتھی حضور ﷺ کو ملے، ویسے ساتھی نہ موسیٰ کو ملے، نہ عیسیٰ کو اور نہ ان سے قبل کسی نبی و رسول کو ملے۔ جس طرح انبیاء میں سب سے بلند مرتبہ آپ ﷺ کا ہے تو اسی طرح انبیاء کے حواریوں اور ساتھیوں میں سب سے اونچا مقام و مرتبہ حضور ﷺ کے فداکار اور جان نثار صحابہ کرام کا ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں "ان اللہ نظر فی قلوب العباد فنظر قلب محمدؐ فبعثہ برسالتہ ثم فی قلوب العباد بعد قلب محمد ﷺ فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فاختار ھم لصحبۃ نبیہ ونصرۃ دینہ"۔

ترجمہ: اللہ نے اپنے بندوں کے قلوب میں نظر ڈالی تو محمدؐ کے قلب کو ان

محترم حضرات !افسوس ہے کہ آج ہم اتنے عظیم دن، بابرکت دن سے کس طرح غافل ہیں بلکہ غفلت وسستی اتنی بڑھ گئی ہے کہ نماز جمعہ کو بلاعذر شرعی کے چھوڑ دیتے ہیں۔ تو یاد رکھئے ایسے لوگوں کے بارے میں شدید وعیدیں آئی ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنْ تَرَكَ ثَلٰثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ (مشکوٰۃ ص:۱۲۱) یعنی جو آدمی بلاعذر تین جمعہ چھوڑ دے تو اللہ رب العزت اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے اور ایک جگہ آیا ہے کہ ایسا آدمی اللہ کے یہاں منافقوں کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے، ایک جگہ فرمایا لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ (مشکوٰۃ ص:۱۲۱) یعنی آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ اپنی جگہ کسی کو حکم دوں نماز پڑھانے کا پھر جا کر ان لوگوں کے گھروں میں آگ لگا دوں جو جمعہ میں نہیں آئے اور گھروں میں بیٹھے رہ گئے۔

لہٰذا اب ضرورت ہے کہ ہم اپنے معاشرہ کا جائزہ لیں اور ایسے لوگوں کو جو سستی وغفلت میں پڑے ہیں ان لوگوں کو ان وعیدات سے آگاہ کرائیں اور خود بھی بچیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو جمعہ کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ وما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆☆

سب قلوب میں بہتر پایا، لہٰذا ان کو اپنی رسالت کے لیے مقرر کر دیا، پھر قلوب کے بعد دوسرے قلوب محمد پر نظر ڈالی تو اصحاب محمد کے قلوب کو دوسرے بندوں کے قلوب سے بہتر پایا، پس ان کو اپنی نبی کی صحبت اور دین کی نصرت کے لیے پسند کیا۔

محترم حضرات: یہی وہ مقدس صحابہ کی جماعت ہے کہ اسلام سے قبل تو ظلمت و تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی لیکن جب اسلام آیا اور ان کے قلوب کے اندر نور ایمانی داخل ہوا تو پھر دشمنان اسلام، معاندین حق کے ساتھ ان کا کیا معاملہ تھا؟ اور اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ ان کا کیا رویا تھا تو قرآن کریم کی تلاوت سے پتہ چلتا ہے۔ ارشاد باری ہے: اشداء علی الکفار رحماء بینھم یعنی کفار کے معاملہ میں تو سخت ہیں لیکن آپس میں رحم دل ہیں۔

دوستو! تاریخ گواہ ہے کہ جب جب باطل نے عظمت اسلام کو للکارا، آفتاب عالم کو بجھانے کی کوشش کی، اور قصر دین وملت پر یلغار کی کوشش کی تو اصحاب رسول دشمنوں پر قہر وغضب بن کر ٹوٹ پڑے، برق بے اماں بنکر نازل ہوئے، باطل کے سیل رواں کے سامنے سد سکندری بن گئے، طاغوتی طاقتوں کی یلغار کے سامنے سینہ سپر ہو گئے قصر اسلامی کی حفاظت کی اور پرچم توحید بلند کیا، قرآن سے عقیدت و محبت نے ان کو اللہ اور اس کے رسول سے اتنا قریب کر دیا تھا کہ ان کو دنیا والوں کی خوشی اور

ناخوشی کی کوئی پرواہ نہ تھی، اور اللہ رب العزت کے فرمان یجاھدون فی سبیل اللّٰہ ولا یخافون لومۃ لائم کا عملی نمونہ تھے۔

دوستو ! اگر صحابہ کرام کی قربانیاں نہ ہوتی تو یہ اسلام ہم تک نہ پہنچتا، یہ قرآن ہم تک نہ پہنچتا، حدیث کی حقانیت ہم تک نہ پہنچتی، نبی کے اخلاق و آداب، طور طریقہ ہم تک نہ پہنچتا، لہٰذا اگر کوئی صحابہؓ کے احسان کو فراموش کرتا ہے تو وہ انسانیت کے خلاف ہے اگر کوئی صحابہ میں نقص پیدا کرتا ہے تو بالواسطہ نبی کی ذات میں نقص پیدا کرنے کے مترادف ہے، جو صحابہ سے بغض رکھتا ہے تو گویا اس نے رسول اللہ سے بغض رکھا، اور جس نے صحابہ پر طعن و تشنیع کیا تو گویا اس نے نبی پر طعن کیا، اور جس نے صحابہ سے محبت کیا گویا اس نے نبی سے محبت کیا۔ جیسا کہ خود اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لاتتخذوا ھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم و من ابغضھم فببغضی ابغضھم (مشکوٰۃ)

یعنی اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں میرے بعد ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا کیونکہ ان سے جس نے محبت کی میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا، اس نے میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے بغض رکھا۔

کیوں کہ صحابہ کی جماعت ایک ایسی پاکباز اور مقدس جماعت ہے

Scanned by CamScanner

جس کی نظیر پوری تاریخی دنیا میں نہیں ملتی، کیوں کہ انھوں نے براہ راست درسگاہ نبوی سے تربیت حاصل کی تھی، ان کے اندر کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ صحابہ سراپا دیندار تھے، تقویٰ، للّٰہیت میں فنافی اللہ، اور فنافی الرسول میں اور اخلاق و کردار کے سمندر تھے سچے عاشقِ رسول تھے۔

دوستو! لیکن افسوس ہے کہ آج اس مقدس و پاکباز جماعت پر طرح طرح کے الزامات تراشے جا رہے ہیں، طرح طرح کے طعن و تشنیع کسے جا رہے ہیں، حالانکہ ان کا مقام و مرتبہ اور ان کی عظمت کا پتہ قرآن کھولتے جایئے اور لگاتے جایئے۔ چنانچہ جب صحابہ کے ایمانی سبقت کا ذکر آتا ہے تو قرآن کہتا ہے والسبقون الاولون۔

اور صحابہ کے رضاء الٰہی کا ذکر آتا ہے تو قرآن کہتا ہے (رضی اللہ عنہم ورضو عنہ)۔

صحابہ کے ایمان کا تذکرہ آتا ہے تو قرآن کہتا ہے: ولٰکن اللہ حبب الیکم الایمان۔

صحابہ کا کفر سے نفرت کا ذکر آتا ہے تو قرآن کہتا ہے: وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان۔

صحابہ کے انعامات کا ذکر آتا ہے تو قرآن کہتا ہے: اولٰئک الذین انعم اللہ علیہم۔

Scanned by CamScanner

صحابہ کے آپسی صلہ رحمی کا ذکر آتا ہے تو قرآن کہتا ہے: رحماء بینهم۔

صحابہ کے رکوع و سجود کا ذکر آتا ہے تو قرآن کہتا ہے: تراهم رکعاً سجداً۔

صحابہ کے کامیابی کا ذکر آتا ہے تو قرآن کہتا ہے: اولٰئك هم المفلحون۔

صحابہ کے رشد وہدایت کا ذکر آتا ہے تو قرآن کہتا ہے: اولٰئك هم المهتدون، اولٰئك هم الراشدون۔

صحابہ کے معیارحق ہونے کا ذکر آتا ہے تو قرآن کہتا ہے: واذا قیل لهم آمنوا۔ اس کے علاوہ بہت سارے فضائل قرآن وحدیث کے اندر موجود ہیں۔

محترم حضرات! اتنے فضائل کے باوجود آج ہمارے ردمیان ایک ایسی جماعت ہے جوصحابہ کے معیارحق ہونے کی منکر ہے، اور وہ جماعت کہتی ہے کہ صحابہ کرام تنقید سے بالاتر نہیں ہیں، وہ معیارحق نہیں ہیں، لہٰذا ان کو جانچا جائیگا، ان کو پرکھا جائے گا۔ لیکن میں اس منحوس جماعت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا چودہ سوسالہ زندگی میں کسی نے بھی صحابہ کرام کو پرکھا، کسی نے بھی جانچا، کوئی معیارحق کا منکر ہوا، کوئی تنقید کا نشانہ بنایا، صحابہ کے بعد تابعین آئے انھوں نے پرکھا، آپکے بعد تبع تابعین

Scanned by CamScanner

آئے انھوں نے پرکھا، اس کے بعد ائمہ مجتہدین آئے انھوں نے پرکھا، معیار حق کے منکر ہوئے؟ ہرگز نہیں، اور کیوں کر ہوسکتا ہے جب کہ اللہ رب العزت نے خود پرکھ لیا تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوىٰ۔ یعنی یہی وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو جانچ لیا ہے ادب کے واسطے اور اسی طرح دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ، ولكن الله حبب اليكم الايمان وزينه فى قلوبكم وكره اليكم الكفروالفسوق والعصيان۔

یہ ایسی مقدس جماعت ہے: جس کو نبی نے جانچا، پرکھا، کبھی میدان بدر میں جانچا، کبھی خندق کھودوا کر جانچا، کبھی حدیبیہ میں جانچا، کبھی پیٹ پر پتھر بندھوا کر جانچا، کبھی تپتی ریت پر لٹا کر جانچا۔ اب ذرا اندازہ لگائیں کہ جس ذات کو اللہ جانچ لے اور پرکھ لے جس ذات کو اللہ کے رسول جانچ لیں، پرکھ لیں، تو پھر ہمارے اندر کیا ہمت، ہمیں کیسے جرأت ہوئی کہ ایسی ذات کو ہم جانچیں اور پرکھیں، یہ گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

محترم حضرات! ذرا آگے آیئے، اب آپ کو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام کے مقام و مرتبہ اور ان کی عظمت بتاتا ہوں، چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اصحابى كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم، دوسری جگہ فرمایا الصحابة كلهم عدول۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا عليكم بسنتى وسنة الخلفاء

الراشدین المھدیین ۔ایک جگہ فرمایا: ماانا علیہ واصحابی ۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے اس مقدس جماعت کو برا بھلا، طعن وتشنیع سے منع کرتے ہوئے فرمایا: لاتسبوا اصحابی ،یعنی میرے صحابہ کو گالی نہ دو (مشکوٰۃ شریف ص:۵۵۳) ایک جگہ ارشاد فرمایا: اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علیٰ شرکم (مشکوٰۃ ص:۵۵۴) یعنی جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو صحابہ کرام کو سبّ وشتم کرتے ہیں تو کہو کہ اللہ کی لعنت ہو تمہارے برے فعل پر۔

نہ کر توہین پیغمبر، نہ بن شاتم صحابہ کا
اسی سے کفر پھیلے گا یہی ہیں کفر کے آلے

یہ تھا صحابہ کرام کا مقام ومرتبہ۔

محترم حضرات: جب اس جماعت نے صحابہ کو معیارِ حق ہونے کا انکار کیا تو اہل حق نے صحابہ کا مقام ومرتبہ بتانا شروع کیا تو یہ جماعت اس اعتراض سے بچنے کے واسطے دوسرا رخ اختیار کر کے کہتی کہ صحابہ کرام کی زندگی کے دو پہلو ہیں، ایک طرف تو فنا فی اللہ وفنا فی الرسول کی زندگی ہے تو دوسری طرف یہ بھی ہے کہ بعض صحابہ سے غلطیاں ہوئیں ہیں، بعض سے چوری کا صدور ہوا، بعض سے زنا کا صدور ہوا، لہٰذا صحابہ معیارِ حق کیسے ہو سکتے ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے صحابہ کرام سے بعض غلطیاں ہوئی ہیں، صحابہ کرام انبیاء کی طرح معصوم نہیں ہیں، لیکن قرآن کی طرف جب

نظر ڈالیں گے ،حدیث رسول کی طرف جب نظر ڈالیں گے ،تو پتہ چلے گا کہ جب بھی کسی صحابی رسول سے غلطی ہوئی تو فوراً رجوع الی اللہ کرلیا تھا دربار نبوی میں حاضر ہوکر عرض کرتے یا رسول اللہ احکام خداوندی مجھ پر جاری کیجئے ،توبہ کی طرف متوجہ ہوتے تھے بلکہ احادیث کے اندر آتا ہے کہ اگر کسی صحابی رسول سے گناہ صغیرہ بھی ہوجاتا تھا تو ان کے قلوب کانپ جاتے تھے فوراً رجوع الی اللہ کر کے روتے گڑگڑاتے تھے،لہٰذا اب میں چیلنج کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ کبھی کہیں بھی کسی ایک صحابی کے بارے میں بھی یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ان سے غلطیاں ہوئی ہوں لیکن انھوں نے توبہ نہ کی ہو،انھوں نے معافی نہ مانگی ہو،وہ رجوع الی اللہ نہ ہوئے ہوں ،وہ دربار نبوی میں حاضر ہوکر اعتراف نہ کیا ہو،لیکن اب ایک سوال رہ جاتا ہے کہ ٹھیک ہے ہم مانتے ہیں کہ انھوں نے توبہ کیا ،انھوں نے معافی مانگی ،تو یہ ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ ان کی توبہ،ان کی معافی قبول ہوئی یا نہیں۔

دوستو! اللہ عالم الغیب ہے اللہ کو یہ بات معلوم تھی کہ آگے چل کر کچھ ایسے بد بخت لوگ بھی ہوں گے جو عاشق رسول ،شاگرد رسول پر اس طرح کے الزامات لگائیں گے تو اللہ ان کے شبہ کو،ان کے شک کو زائل کرنے کے واسطے رہتی دنیا تک کے لوگوں کے لیے جگہ جگہ اعلان کردیا: ولقد عفا اللّٰہ عنھم۔ کسی جگہ فرمایا: ولقد عفا اللّٰہ عنکم کسی جگہ

فرمایا لهم مغفرة واجر عظيم ،اوراس سے بھی بڑھ کر اپنی رضا کا بھی اعلان کر دیا: رضی اللہ عنهم ورضوا عنه ۔

محترم حضرات ! اب اگراس کے بعد بھی کوئی صحابہ کرام پر طعن کرتا ہے ،صحابہ سے بغض رکھتا ہے ،صحابہ پر تنقید کرتا ہے تو یادر کھئے ایسی جماعت اگر ہوسکتی ہے تو صرف اورصرف شیطان کی جماعت ہوسکتی ہے، کیوں کہ جس نے صحابہ کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھا گویا اسنے قرآن کا انکار کیا ،اس نے فرمان رسول کا انکار کیا ،اس نے اجماع کا انکار کیا۔اس لیے مسلمانو! ایسے لوگوں سے اور ایسی جماعت سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے ورنہ ایمان خطرہ میں پڑ جائے گا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں بھی صحابہ کرام سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

وما علينا الا البلاغ

Scanned by CamScanner

عصر حاضر میں فتنوں کا مقابلہ

کیسے کریں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الحمدللہ و کفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ.

اما بعد !فاعوذ با اللہ من الشیطن الرّجیم،بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم،ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ا ن کنتم مؤمنین!

زندگی میں پیش آئیں گے ہزاروں امتحاں
حوصلے سے کام لینا سیکھ لے ہر نو جواں
ذرا ہوشیار رہنا مرد مومن کی فراست سے
کہ یہ بار دگر اے دوست دھوکہ کھا نہیں سکتا

محترم حضرات !بہت سے حساس مسائل ایسے ہوتے ہیں جن کو نہ چاہتے ہوئے بھی موضوع بحث بنانا پڑتا ہے۔چنانچہ انھیں

نازک اور حساس مسئلوں میں سے ایک عصر حاضر میں فتنوں کا مقابلہ کیسے کریں؟ کا مسئلہ ہے، آج مسلمانان ہند اتنے نازک ترین دور سے گذر رہے ہیں، مصائب ومشکلات کے طوفان میں گھرے ہوئے ہیں، فرقہ پرست افراد مسلمانان ہند کے خلاف متحد ہوکر ہندوستان جنت نشاں سے اسلام و حامیان اسلام کوختم کرنے کے لیے سرگرم ہیں ورنہ تو یہی وہ سرزمین ہے کہ صدیوں کی غلامی کے بعد بڑی جدو جہداور قربانی کی بدولت ۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء میں انگریزوں کے چنگل سے آزاد ہوا تھا، طویل تاریکی کے بعد آزادی کا سورج طلوع ہوا تھا، ہمارے اکابر نے ناقابل برداشت مصائب وآلام جھیل کر آزادی کی نعمت حاصل کی تھی اور بہت سوچ سمجھ کر سیکولرازم کا راستہ اختیار کیا تھا تاکہ مختلف ادیان ومذاہب کے حامل کروڑوں ہندوستانی خودمختاری وآزادی کی حقیقی دولت سے سرفراز رہیں، اور دستوری طور پر ہر مذہب کے ماننے والوں کوفکروعمل کی آزادی حاصل رہے لیکن کسے معلوم تھا کہ آزاد ہندوستان، وطن پرست مسلمانوں کے لیے آتش کدہ بندیا جائے گا اور فرقہ پرستی کا زہریلا ناگ ہر فرد کو ڈس لے گا، قومی دھارے میں شامل ہونے کی تحریک چلا کر مشرکانہ تہذیب اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اسلام کا نام لینے کے جرم میں مندر ہونے کا بے ثبوت اور بے دلیل الزام لگا کر حملہ کیا جائے گا، جیسا کہ آج گجرات میں ہورہا ہے اور مسلمانانِ ہند کو غیر ملکی اور غدار وطن اور آئی ایس آئی کا

ایجنٹ کہہ کر بدنام کیا جائے گا۔ اور وندے ماترم جیسی ناپاک چیز کو نافذ کرنے کا حکم دیا جائے گا، لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینے پر پابندی لگائی جائے گی، مدارس اسلامیہ کو دہشت گردی کا اڈہ قرار دیا جائے گا اور یہ الزام لگایا جائیگا کہ جتنے بھی فسادات ہو رہے ہیں ان کے پیشوا اور لیڈر یہ ملاّ ہیں، ماں اور بہنوں کی عصمت وعفت کو بر سر عام نیلام کیا جائے گا، معصوم بچوں کو لہکتے شعلوں میں ڈالا جائے گا، ماں اور بہنوں کی سہاگ لوٹا جائے گا۔

اے غیور نوجوانو! ۱۹۴۷ء کی آزادی کو ہم نے اتنا سراہا تھا کہ جیسے کوئی نعمت عظمٰی ہاتھ آگئی ہو، لیکن وہ آزادی در حقیقت ہمارے واسطہ جدید غلامی کا پیغام تھی، نئے نئے سیاست دانوں کی آمد ہمارے لیے مظلومیت کا پیش خیمہ تھی، پارلیمنٹ کے لیے نئے اراکین ہماری بے کسی کی بولتی تصویر تھی، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ چار سو چونسٹھ سالہ بابری مسجد کی سب سے پہلے مخالف تحریک ۱۸۳۵ء میں جب رگھبیر داس نامی ہندو نے چلائی تھی تو اس وقت کی سفید فام حکومت نے بھی اسے مسجد ہی کہا تھا اور ۱۹۴۹ء تک وہاں رام مندر کا خیال تک نہیں آیا لیکن اس کو آزادی کا منحوس واقعہ کہیے یا حکومت کی دوغلی پالیسی۔ بہر حال یہ کہنا پڑے گا کہ فرقہ پرستوں نے ہمارے اوپر ایسی کاری ضرب لگائی ہے کہ اس سے نکلنے بالا خون کا فورہ پوری ملت کو داغدار کر رہا ہے، صرف اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ہماری مسجد بھی شہید اور ہمارے بھائی بھی قربان ہوئے، کیا آج

کشمیر و گجرات کے واقعات ظلم کی شہادت نہیں دیتے ؟ کیا یہ فرقہ پرست وشو ہندو پریشد، بجرنگ دل ،آر، ایس، ایس کے نظام ہماری بے بسی کے لیے کافی نہیں؟

دوستو !میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیاان اکابر کا ہمارے اوپر فرض نہیں ہے؟ جنھوں نے آزادی کی خاطر خون کی ندیاں بہادیں، کیاان معصوم بچوں کا ہمارے اوپر قرض نہیں ہے؟ جس نے اپنے آپ کو لہکتے ہوئے شعلوں میں پیش کردیا۔ کیاان ماں بہنوں کا ہمارے اوپر قرض نہیں ہے؟ جن کی عزت کو برسر عام نیلام کیا گیا، کیا ہمارے کان ان کی آہ و بکا کو سنتا نہیں، کیاان مظلوم کی فریادرسی پر ہمارے قلوب بیدار نہیں ہوتے؟ کب تک ہم پامال ہوتے رہیں گے؟ کب تک بدنگاہی برداشت کرتے رہیں گے؟ کیا آج ہمیں سلف کے واقعات یاد نہیں؟ کیا فاتح خیبر کے کارنامے یاد نہیں؟ کیا ہم نے خالد بن ولید، طارق بن زیاد، صلاح الدین ایوبی، حضرت شیخ الہند، حضرت شیخ الاسلام کے کارناموں کو فراموش کردیا؟

محترم سامعین کرام !افسوس ہے کہ آج ہمیں ان تمام حوادث سے گذرنا پڑرہا ہے لیکن یاد رکھئے اگر ہم نے ان سازشوں کا پردہ چاک نہیں کیا، ان دشمنان اسلام کا مقابلہ نہیں کیا اور اسلام کے سُرخ روشن پر پوتی جانے والی کالک کو صاف نہیں کیا، ماں اور بہنوں کی عفت و عصمت کو محفوظ نہیں کیا تو رب ذوالجلال ہمیں بھی معاف نہیں کرے گا۔

Scanned by CamScanner

ہادی عالم، محسن انسانیت جناب رسول اللہ ﷺ معاف نہیں کریں گے، ہمارے اکابر معاف نہیں کریں گے، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ان فتنوں سے متاثر نہ ہوں، بزدل نہ ہوں کیوں کہ بقول مولانا آزاد: مسلمان اور بزدلی جمع نہیں ہوسکتی ہے، آج تم زلزلوں سے ڈرتے ہو کبھی تم خود ایک زلزلہ تھے، آج اندھیرے سے کانپتے ہو کیا یاد نہیں کہ تمہارا ایک اجالا تھا؟ وہ تمہارے ہی اسلاف تھے جو سمندروں میں اتر گئے، پہاڑوں کی چھاتیوں کو روند ڈالا، بجلیاں آئی تو اس پر مسکرا دیا، بادل گرجے تو قہقہوں سے جواب دیئے سرسرا اٹھی تو اس کا رخ پھیر دیا، آندھیاں آئی تو ان سے کہا کہ تمہارا راستہ نہیں، شہنشاہوں کے گریبان سے کھیلنے والے آج خود اپنے گریبان سے کھیلنے لگے، اور خود اس سے اس درجہ غافل ہو گئے جیسے اس کا کبھی ایمان ہی نہیں تھا۔

دوستو ! مگر سوال ہے کہ ان فتنوں کا مقابلہ کیسے کریں؟ تو تاریخ کے اوراق سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے لیے اپنے اندر انقلاب پیدا کریں، اپنے اندر فاتح خیبر جیسا جذبہ پیدا کریں، خالد بن ولید کا ولولہ پیدا کریں، صلاح الدین ایوبی والی استقامت پیدا کریں، شیخ الہند جیسا صبر و استقلال پیدا کریں، اپنے آپ کو یا ایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ پر جمالیں، اپنے اندر اعتماد علی اللہ اور صبر و استقلال پیدا کریں، اسوۂ رسول اکرم ﷺ کو اپنا نصب العین بنالیں، اپنے قلوب کو عشق الٰہی اور عشق

Scanned by CamScanner

رسول کی حرارت سے گرمالیں، اور اسلامی تعلیمات سے سبق لیتے ہوئے اپنے اندر اسپرٹ پیدا کریں، کہ اگر ضرورت پڑے سمندروں اور صحراؤں سے ٹکرانے کی، تو صلاح الدین ایوبی کی طرح ٹکرا جائیں، اسلامی اخلاق و افعال کا نمونہ بنالیں، دشمنوں کی سازشوں کو سمجھیں، نئے زمانہ کے نئے فتنوں کو جانچیں، مغربی افکار و نظریات کی برائیوں اور خابیوں سے امتِ اسلامیہ کو آگاہ کرائیں، گویا کہ اسلامی علوم و فنون میں مہارت کے ساتھ ساتھ جدید علوم و فنون، جدید وسائل و ذرائع، جدید افکار و نظریات کو بھرپور جاننے کی کوشش کریں اور اپنے آپ کو ایسا بنالیں کہ جب بھی ضرورت پڑے تو مرد مجاہد کی طرح میدان جہاد میں یہ کہتے ہوئے کود پڑیں۔

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہیں ہم
سو بار کر چکا تو امتحان ہمارا

اور ان دشمنان اسلام اور غدار وطن کو بتادیں کہ ہم ہادیٔ عالم، رسول عربی ﷺ کے امتی ہیں، ہم فاتح خیبر کے نام لیوا ہیں، ہم خالد بن ولید کے فرزند ہیں، ہم ایوبی کے ہمنشیں ہیں، ہم شیخ الہند کے جانشیں ہیں، لہٰذا اے ملک کو دو حصوں میں تقسیم کرنے والو! اے دھرتی پر فساد پھیلانے والو! سن لو، مسلمان وہ قوم ہے جو خون تو گرا سکتی ہے، اولاد کو کٹوا کر صبر کرسکتی ہے بستیوں کے جلنے پر چپ رہ سکتی ہے، لیکن اگر اسلام اور دین پر حملہ ہوا، ناموس محمدی کو پامال کرنے کی کوشش کی، قرآن و عبادت خانوں کی بے

Scanned by CamScanner

عزتی ہوئی تو اسکو کبھی برداشت نہیں کر سکتا!

ہم تمہاری دھمکیوں سے خوف کھا سکتے ہیں
ظلم کے آگے اپنا سر جھکا سکتے نہیں

کیوں کہ اسلام تو وہ ڈھال ہے جو کفر کے ہر تیر کو روک سکتی ہے، اسلام وہ تلوار ہے جو ظلم کی ہر تلوار کو کاٹ سکتی ہے، اسلام وہ پتوار ہے، جو ہمارے سفینے کو ساحل مقصود تک پہنچا سکتا ہے، اسلام وہ پاکیزہ مذہب ہے کہ اسلام اور ظلم ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتا، کیوں کہ اسلام کی تعلیم ہے، اور رب کائنات کا جگہ جگہ ارشاد ہے ولا تفسدوافی الارض بعد اصلاحها بلکہ شراب نوشی زنا، پاکدامن خواتین پر تہمت تراشی، قتل وغیرہ کی سزائیں امن کے قیام وبقاء اور فساد کے انسداد کے لیے ہی شریعت اسلامی نے مقرر کی ہیں۔

اے امت کے غیور نوجوانوں ! اگر اب بھی ہم بیدار نہیں ہوئے اور اپنے بچاؤ کا سامان مہیا نہیں کیا تو یاد رکھیں کہ بوسنیا کے مسلمانوں کی طرح ذلیل وخوار ہوں گے، کشمیر و گجرات اور فلسطین کے مسلمانوں کی طرح گاجر، مولی کی طرح کاٹے جائیں گے۔

لہٰذا آیئے اپنے اندر اتحاد واتفاق پیدا کریں کیونکہ اللہ رب العزت نے فرمایا "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا" کیوں کہ اتحاد واتفاق ایسی قیمتی دولت ہے جس کی وجہ سے انسانوں کی قلت کے

Scanned by CamScanner

باوجود بھی دشمنوں کے بڑے بڑے گروہ کو شکست فاش دیتی ہے جیسا کہ ہمارے سامنے معرکۂ بدر، غزوۂ تبوک، غزوۂ خندق اور دیگر غزوات کی مثالیں موجود ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے: كم من فئة قليلة غلبت فئةً كثيرة باذن الله۔

مرد حق باطل سے ہرگز خوف کھا سکتا نہیں
سر کٹا سکتا ہے مگر سر جھکا سکتا نہیں

وما علینا الا البلاغ

Scanned by CamScanner

علمائے ہنداور جنگ آزادی

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم......امابعد! فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ التحمٰن الرحیم. ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون. صدق اللہ العظیم.

جنھیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

جلاسکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادہ ہوتو دیکھ ان کو
ید بیضاء لیے بیٹھے ہیں اپنے آستینوں مین

Scanned by CamScanner

محترم حضرات ! آج میں ان یاران صفا، شہیدان عشق ووفا، وارثان بلال اور سراخیل آزادی کے تذکرہ کی سعادت حاصل کررہا ہوں، جن کی زندگی عشق رسول سے لبریز تھی، جن کا قلب بلند اسلام کی عظمت سے معمور تھا، جن کے چہرے پر عزم واستقلال کی کرنیں جلوہ فگن تھیں، جن کا دل جذبہ جہاد سے سرشار تھا، جنھوں نے اپنی زندگی کو اسلام کی سربلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے وقف کردیا تھا، جن کی ایک تاریخ ایک داستان ہے۔

جنھوں نے ہر دور میں اسلام کی آبیاری کی ہے اور اس چمنستان عالم کا پتہ پتہ، بوٹہ بوٹہ اس بات پر شاہد ہے کہ یہ طبقہ ان اصحاب فکر ونظر اور وارثان قلب وجگر کا ہے جنھوں نے تاریخ کے ہر موڑ پر اس امت کی رہنمائی اور دستگیری فرمائی ہے، جنھوں نے ہر دور میں باطل کا مقابلہ کیا ہے جب بھی باطل نے حق کو چیلنج کیا تو انھوں نے اس کے چیلنج کو قبول کیا اور پوری بے خوفی سے باطل کا مقابلہ کیا، انھوں نے جانیں تو دیں لیکن کبھی باطل کو پیٹھ نہ دکھائی، انھوں نے سر تو کٹایا مگر پرچم اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیا، آج میں انھیں جیالوں اور سرفروشان اسلام کی تھوڑی سی تاریخ اور ادنیٰ سی جھلک دکھانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جنگ آزادی میں کیا کارنامہ انجام دیا اور ان کا کیا مقام رہا۔

دوستو ! جب اس مقدس سرزمین ہند پر ۱۶۰۱ء میں انگریزوں کا

ناپاک سایہ پڑا، اسوقت ہندوستان کا بادشاہ جہانگیر تھا اور اس وقت پورے
ہندوستان کی سرکاری زبان فارسی تھی اور اس وقت صرف دہلی کے اندر ایک
ہزار دینی مدارس تھے اس کے بعد ہی انگریز اپنی شاطرانہ وعیارانہ
چالوں سے یہاں کے مالک بن بیٹھے۔ اس کے بعد جب باشندگان ہند پر
طرح طرح کے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جانے لگے جب ہماری عبادت
خانوں کو اصطبل خانہ اور شراب کا اڈہ بنایا جانے لگا، جب صنف نازک کی
عزت وعصمت کو بر سر عام نیلام کیا جانے لگا، جب ہماری عورتوں کو گاجر
مولی کی طرح فروخت کیا جانے لگا، جب ہندوستانیوں کو غلام بنایا جانے لگا
جب ہندوستانیوں کا خون ان کے پسینوں سے ارزاں ہونے لگا تو ایسے
نازک وقت اور پُر فتن دور میں سُب سے پہلے ۱۷۷۲ء میں جس نے علم جہاد
بلند کیا وہ محدث کبیر، فخر چمن، نازش وطن شاہ عبدالعزیز ابن شاہ ولی اللہ
دہلوی ہیں یہ وہی مرد مجاہد، وہی درویش خدا ہیں جس نے وقت سے قبل
مسلمانوں کے نصب العین کا اعلان فرمادیا تھا، جہاں تک پہنچنے کے واسطہ
دوسروں کو ابھی برسہا برس کا انتظار کرنا تھا، حضرت شاہ صاحب کا فتویٰ
کیا تھا گویا کہ ایک برق بے اماں تھا جس سے انگریزوں کی نیندیں حرام
ہوگئیں، جگہ جگہ آزادی کے شعلے بھڑکنے لگے، جگہ جگہ آزادی کے پرچم
لہرانے لگے، سینوں میں ولولے مچلنے لگے، مسند درس پر بیٹھ کر قرآن
وحدیث کے درس دینے والے علمائے کرام، خانقاہ میں بیٹھ کر اپنے خون

Scanned by CamScanner

جگر سے شمع اسلام روشن کرنے والے مشائخ عظام اپنے مدرسوں اور خانقاہوں کو چھوڑ کر میدان میں آگئے اور فرنگیوں کے خلاف محاذ بنا کر منزل کی جانب بے سروسامانی کے عالم میں نکل پڑے اور

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
راہ رو آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

کے مصداق ہو گئے۔

مسلمانو! تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ اگر ہند کی آزادی میں علمائے کرام، بزرگان عظام حصہ نہ لیتے تو یہ ہندوستان کبھی آزاد نہ ہوتا اگر یہ سرخیل آزادی نہ ہوتے تو تحریک آزادی نہ چلتی، تحریک بالاکوٹ نہ چلتی، تحریک ریشمی رومال نہ چلتی، تحریک خلافت نہ چلتی، الغرض یہ وارثان انبیاء ہی اپنے خون وجگر سے عروس آزادی کی حنابندی کی ہے اور اپنے مقدس لہو سے شجر آزادی کو پروان چڑھایا ہے۔

دوستو! چنانچہ شاہ صاحب کے اس فتوے کی وجہ سے ۱۷۹۲ء میں سلطان ٹیپو نے انگریز کی فوجوں کو مقابلہ کرنے کی دعوت دی اور چار، میسور کی لڑائیاں لڑیں، یہ وہی مرد مجاہد اعظم تھا جس نے ساری زندگی کبھی داڑھی مبارک پر استرا نہیں پھیرا۔ حضرت مدنی اپنے مکتوبات کے اندر لکھتے ہیں کہ سلطان اپنے دور کا قطب تھا، تہجد گذار تھا، شب زندہ دار تھا۔ اسکے بعد یہ مجاہد اعظم رفتہ رفتہ اپنے ہی لوگوں کی غداری کی وجہ سے

Scanned by CamScanner

۱۷۹۹ء میں انگریزوں کے ہاتھ شہید کردیئے گئے۔ اس کے بعد ہندوستان میں تاریخ کے دورخ ہوگئے، ایک غداروں کا، اور ایک وفاداروں کا۔ پھر رفتہ رفتہ انگریزوں کا تسلط آگے بڑھتے ہوئے یہاں تک آیا ہے کہ ۱۷۹۹ء میں پنجاب پر راجہ رنجیت سنگھ حکومت کرتا ہے، اس نے مسلمانوں پر ظلم وتشدد شروع کردیا اس نے لاہور کی شاہی مسجد کے صحن کو اصطبل خانہ بنادیا اور لڑکیوں کی عزت وعصمت کو نیلام کرنے لگتا ہے تو جب ان مظلوموں کی داستان الم رائے بریلی پہنچی جہاں ایک درویش خدا، عاشق رسول، وارث بلال رہتا تھا جو سید احمد شہید سے مشہور ہوئے، تو انھوں نے فوج کو بھرتی کا اعلان کردیا اور اپنے مریدوں سے فرمایا کہ راجہ رنجیت سنگھ کے خلاف جہاد فرض ہوگیا ہے۔ چنانچہ ساڑھے سات سو مجاہدین اور دس ہزار مریدین کو لے کر ۱۸۲۶ء میں رائے بریلی سے چلتے ہیں اور فتح کا پرچم لہراتے ہوئے یہ قافلہ پشاور پہنچ کر اس کو فتح کیا تو راجہ رنجیت سنگھ کا ایک قاصد آیا اور اس نے کہا کہ شاہ صاحب آپ نے جتنا علاقہ فتح کرلیا ہے اس پر آپ کی حکومت ہے اب آگے نہ بڑھیں۔ تو اس پر حضرت نے جواب دیا کہ اے رنجیت سنگھ میں ملک گیری اور بادشاہت کی ہوس کے لیے نہیں آیا بلکہ تیرے ظلم وتشدد سے مسلمان قوم کو نجات دلانے آیا ہوں، لہٰذا کان کھول کر سن لے جب تک تیرا ظلم رہے گا سید احمد کٹ تو سکتا ہے، ٹکڑے ٹکڑے ہوسکتا ہے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ چنانچہ ۱۸۳۱ء میں

Scanned by CamScanner

آپ حالت سجدہ میں بالاکوٹ کی پہاڑی پر شہید کردیئے گئے۔ اس کے بعد اسی دن آپ کے شاگردِ رشید شاہ اسمٰعیل کمان سنبھالتے ہیں اور چار دن تک لڑائی کرتے رہے۔ یہی وہ عاشق رسول ہیں کہ میدان جہاد میں ایک سکھ نے ان کے سامنے حضور کو گالی دے دی گالی کا سننا تھا کہ شاہ صاحب نے قسم کھالی کہ بخدا اس وقت تک نہیں مروں گا جب تک تیری گردن نہ اڑا دوں اتنے ہی میں ایک دشمن رسول نے ان کی گردن پر تلوار ماردی، شاہ صاحب کی گردن گر پڑی آپ کے ہاتھ میں تلوار تھی گردن کٹنے کے باوجود اس گستاخ رسول کے پیچھے بھاگتے ہیں اور اسکی گردن پر تلوار پیوست کر کے خود ۹ رمئی ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ کی پہاری پر شہید ہوگئے اور اس جنگ میں ساڑھے چارسو مجاہدین شہید ہوئے اور باقی بچے ہوئے مجاہدین واپس آتے ہیں جن میں مولانا جعفر تھانیسری، مولانا ولایت علی، مولانا مملوک علی وغیرہم تھے۔ اور ۱۸۳۱ء کے بعد جب ہند کے اندر انگریزوں کی حکومت مستحکم ہونے لگتی ہے تو اس وقت علمائے کرام نے کئی میٹنگیں کیں، چنانچہ ۱۸۵۶ء میں دلی کے علاقہ میں ہندوستان کے بڑے بڑے علماء کی میٹنگ ہوئی ہے جس میں مولانا جعفر، مولانا ولایت علی، حاجی امداداللہ صاحب، مولانا نانوتوی، مولانا گنگوہی، حافظ ضامن شہید شریک ہوئے۔ چنانچہ اس میٹنگ کے بعد ۱۸۵۷ء میں سب سے بڑی فیصلہ کن انداز میں چودہ ہزار علماء کو پھانسی کے تختہ دار پر لٹکایا گیا اور اس جنگ میں دو محاذ بنائے گئے،

Scanned by CamScanner

ایک محاذ انبالہ پر جن کی قیادت مولانا جعفر صاحب تھانیسری کے پاس تھی اور دوسرا محاذ شاملی پر جسکی قیادت حاجی امداداللہ صاحب کے پاس تھی اس جنگ میں بڑے بڑے علماء شہید ہو گئے۔

ایک انگریز مؤرخ تھامسن لکھتا ہے کہ ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۷ء تک چودہ ہزار علماء کو ختم کیا گیا کتابوں میں آتا ہے کہ دلی کی چاندنی چوک سے لے کر خیبر تک کوئی ایسا درخت نہ تھا جسپر علماء کی گردنیں نہ لٹکی ہوں، علماء کے جسموں کو تانبوں سے داغا گیا، علماء کو سوروں کی کھالوں میں بند کر کے جلتے ہوئے تنود میں ڈالا گیا، علماء کو بوریوں میں بند کر کے گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔

تھامسن کہتا ہے کہ میرے سامنے علماء کو لایا جاتا تھا اور کپڑے اتار کران سے کہا جاتا تھا کہ صرف یہ کہ دو کہ تم ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شریک نہ تھے ابھی چھوڑ دونگا لیکن قربان جایئے ان اکابر پر جنھوں نے آگ میں جلنا پسند کیا لیکن انگریز کے سامنے گردن جھکانا گوارہ نہ کیا۔ چنانچہ ان تمام علماء کو آگ کے لہکتے شعلہ میں ڈال دیا گیا اسی جنگ میں مولانا نانوتوی زخمی ہوئے اسی جنگ میں حضرت گنگوہی زخمی ہوئے، اسی جنگ میں حضرت حافظ ضامن صاحب شہید ہوئے، اسی جنگ میں تقریباً دولاکھ مسلمان شہید ہوئے جن میں ساڑھے اکیاون ہزار صرف علمائے کرام تھے۔ ۱۸۶۱ء میں تقریباً تین لاکھ قرآن کوان بدبختوں نے نذر آتش کیا۔

محترم حضرات! لیکن افسوس ہے کہ اتنی قربانیوں کے باوجود آج ہمیں غدار وطن کہا جارہا ہے، آج ہمیں آئی، ایس، آئی کا ایجنٹ کہا جارہا ہے آج ہمیں اس مقدس سرزمین سے ہٹایا جارہا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں ان تعصب پرستوں سے، ان فرقہ پرستوں سے، ان راؤں کے پجاریوں سے کہ بتاؤ تحریک ریشمی رومال کا بانی کون تھا؟ اسیر مالٹا کون تھا؟ الہلال کے ذریعہ انگریزوں کو للکارنے والا کون تھا؟ کراچی کی عدالت میں کفن ساتھ لے جانے والا کون تھا؟ اور آزادی کے سرفروشوں اور حریت کے متوالوں کو انقلابی ترانہ

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

کس نے دیا تھا؟ کیا شیخ الہند کو بھول گئے؟ کیا شیخ الاسلام کو بھول گئے؟ امام الہند مولانا آزاد کو بھول گئے؟ کیا عطاء اللہ شاہ بخاری کو بھول گئے؟ مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن کو بھول گئے؟ بتاؤ

کون تھا سینہ سپر کھائی تھی کس نے گولی
خون سے کس کے وہاں کھیلی گئی تھی ہولی
آج تم کل کی ہر ایک بات بھلا بیٹھے ہو
قصہ خوانی کی حکایات بھلا بیٹھے ہو

دوستو! یہی وہ شیخ الہند اسیر مالٹا، بانی تحریک ریشمی رومال ہیں

Scanned by CamScanner

جنھوں نے انگریز کے خلاف ایک عالمگیر تحریک چلائی کہ جس سے عقل انسانی حیران رہ جاتی ہے، یہ شخص قد وقامت کے اعتبار سے قوی الھیکل و عظیم الجثہ تو نہ تھے البتہ محسن انسانیت، ہادی عالم، مجاہد اعظم کے سچے امتی تھے، وارث ابوبکر وعمر وعثمان وعلی تھے اور اپنے دور کے تمام سیاسی قائدین کے امام اور مذہبی رہنما تھے، ایک طرف تو آزادی کے جوش وخروش اور جذبۂ ولولہ سے لوگوں کے قلوب کو معمور کر رہے تھے تو دوسری طرف قال اللہ وقال الرسول کا جام خوشگوار تشنگان علوم نبوت کو اپنے دست مبارک سے بھر بھر کر پلا رہے تھے۔ چنانچہ اس تحریک کے لیے کبھی عرب وطے کیا راہوں کو ترک کیا، کبھی روس وافغان کی راہوں کو ناپتے، کبھی مالٹا کی کوٹھریوں میں قیام کرتے تو کبھی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر نغمۂ آزادی سناتے، کبھی پھانسی کے پھندوں کو چوم کر منزل کا نشان پوچھتے الغرض اس تحریک کی وجہ سے انگریزوں نے مالٹا کے جیل کے اندر اتنی ایذائیں پہنچائیں کہ لوگوں کا بیان ہے کہ آخری وقت میں جب آپ کے کمر کو دیکھا گیا تو سوائے ہڈی کے کچھ نہ تھا۔ اسی طرح آپ کے شاگرد رشید حضرت شیخ الاسلام نے جب انگیریزوں کی فوج میں مسلمانوں کو بھرتی کے حرام ہونے کا فتویٰ شائع کیا تو انگیریزوں نے آپ پر وارنٹ جاری کیا کہ دیکھتے ہی گولی چلادی جائے، اسی دوران کراچی کے اندر ایک کانفرس ہوتی ہے، لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ مولانا مدنی نہیں آئیں گے مگر اچانک

اس وقت لوگوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ جب یہ مرد مجاہد، وارث انبیاء کفن بردوش ہوکر اسٹیج پر تشریف لاتے ہیں اور جلسہ کی صدارت اس شعر سے شروع کرتے ہیں ؎

لیے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
شہید ناز کی تربت کہاں ہے

اس کے بعد شیخ الاسلام نے یہ شعر پڑھا ؎

کھلونا سمجھ کر نہ برباد کرنا
کہ ہم بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں
فرنگی کی فوجوں میں حرمت کے فتوے
سر دار چڑھ کر بھی گائے ہوئے ہیں
وہ شجر آزادی کو خون دے کے سینچا
تو پھل اس کے پکنے کو آئے ہوئے ہیں

دوستو ! لیکن افسوس ہے کہ آج غیر تو غیر ہم نے خود ان اکابرین کے کارنامے کو بھلا دیا ہے، آج مسلم یونیورسٹی، مسلم کالجوں میں بھی ان اکابرین کے کارنامہ کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب ہم نے اسلاف کے کارناموں کو فراموش کیا ہے اور اسلاف کے طریقہ کو ہم نے چھوڑا ہے تو ہم پر ماضی میں کیا گذری اور اب کیا گذر رہی ہے، وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے، جس پر یہ شعر یاد آتا ہے ؎

Scanned by CamScanner

کتنی بربادی مقدر میں تھی آبادی کے بعد
کیا بتائیں ہم پہ کیا گذری آزادی کے بعد

دوستو! یہی وہ احمد اللہ شاہ مدراسی ہیں کہ جب ۱۸۵۷ء میں انگریز کے خلاف آواز اٹھائی تو انگریزوں نے آپ کو اس کے جرم میں ہتھکڑیاں پہنا کر گورا کے سامنے پیش کیا تو وہ گورا افسر رو کر کہنے لگا او شاہ صاحب آپ میرے استاذ ہیں آپ پر وارنٹ ہے ایک دفعہ کہہ دیں کہ میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شریک نہ تھا ابھی چھوڑ دوں گا لیکن یہ شیر خدا نے بے خوف وخطر جواب دیا، او میرے شاگرد جان کو بچانے کے واسطے رسول خدا ﷺ کے خلاف نہیں کروں گا، اسی طرح سے جب شیخ الہند کو مالٹا کی جیل کے اندر گرم گرم سلاخیں ان کی پیٹھ پر پھیرتا تھا اور کہتا تھا او محمود الحسن انگریز کے حق میں فتویٰ دیدے، آزاد کردوں گا، تو یہ عاشق رسول نے برجستہ جواب دیا میں بلال کا وارث ہوں، عمار و یاسر کا نام لیوا ہوں، بی بی سمیہ کا فرزند ہوں قیامت تک تمہارے حق میں فتویٰ نہیں دے سکتا، اسی طرح سے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جب مولانا جعفر صاحب تھانیسری نے انگریز کے خلاف اعلان حق بلند کیا تو انگریزوں نے پھانسی کا حکم دیا اور ان کو انبالہ کی جیل سے لاہور اس حال میں لایا گیا کہ مولانا فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں تھکڑیاں، پاؤں میں بیڑیاں اور کمر پر لوہے کی سلاخیں تھیں جب کوٹ لکپٹ جیل میں داخل ہوئے تو جیل کا

سپرنٹنڈنٹ کہنے لگا کہ یہ ملا ایسے باز آنے والے نہیں ہیں ان کو لوہے کے پنجرے میں ڈال دیا جائے، چنانچہ لوہے کے پنجرے میں ڈال دیا گیا اور تین مہینہ کی مدت میں لاہور لایا گیا، مولانا کا بیان ہے کہ ہاتھ سے لہو بہتا تھا، پاؤں خون سے تر ہو گیا تھا۔

دوستو ! یہ تھے ہمارے اکابر کے کارنامے جنھوں نے اپنا نام تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ ہمیش کے لیے محفوظ کرالیا ہے، ہمارے اسلاف نے ہندوستان اور اس کے اہالیان کی تعمیر کے لیے جو قربانیاں دی ہیں اور جو مصائب و تکلیفیں برداشت کی ہیں، اگر اب کوئی ان کو فراموش کردے یا اس کا انکار کر بیٹھے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا متعصب اور ظالم اور تنگ نظر کوئی نہیں ہوگا۔

دوستو! لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ کل ہمارے اسلاف نے اپنا خون اور پسینہ بہا کر آزادی جیسی نعمت حاصل کی تھی لیکن آج ہمارے ساتھ کیا ظلم کیا جارہا ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں لہٰذا میں پوچھنا چاہتا ہوں ان تعصب پرستوں، ان فرقہ پرستوں، ان آزادی کا نام لینے والوں سے کہ کیا آزادی اسی کا نام ہے کہ جو چاہے قرآن پر تحریف کا مطالبہ کرے، جو چاہے نمازیوں کا گلا گھونٹ دے، جو چاہے اذان پر پابندی عائد کردے۔ آج ہمیں اپنی مساجد کا تحفظ حاصل نہیں، آج ہمیں اپنے مکاتب کا تحفظ حاصل نہیں، اپنے مدارس کا تحفظ حاصل نہیں، کیا

آزادی اسی کا نام ہے کہ ہماری ماں و بہنوں کی عزت وعصمت سے کھیلا جائے ؟ کیا آزادی اسی کا نام ہے کہ ہمیں دہشت گرد قرار دیا جائے ، آئی ایس آئی کا ایجنٹ قرار دیا جائے ؟ آزادی اسی کا نام ہے کہ مسلمانوں کے تقدس کو پامال کیا جائے ۔ تو یاد رکھیے کہ ایسی آزادی پر ہم کل بھی لعنت بھیجتے تھے اور آج بھی لعنت بھیجتے ہیں، کیونکہ ہمیں آزادی چاہئے تو رب کے نظام کی آزادی ، آزادی چاہئے تو دین کی بالادستی کی آزادی، آزادی چاہئے تو علماء کے تقدس کی آزادی ،ہمیں آزادی چاہئے تو دین کے تحفظ کی آزادی ،قرآن کا قانون ہوگا ، نبی کا دستور ہوگا ،صحابہ کا نظام ہوگا۔ اسی پر اس شعر سے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں ۔

بتوں کے شہر میں جا کر خدا کا نام لکھ دینا
جہاں پر کفر لکھا ہو وہاں پر اسلام لکھ دینا
اگر وہ صلح کے پھولوں کو پیروں سے کچل ڈالیں
تو ہر شاخ گل پر قتل عام لکھ دینا

وما علینا الا البلاغ

اسلام میں عورت کا مقام

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و علی آلہ و صحابہ اجمعین، امابعد !

فاعوذ باللہ من شیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن االرحیم ومن آیتہ ان خلق الم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا .(القرآن)وقال النبیؐ الدنیا کلھا متاع و خیرمتاع الدنیاالمرأۃ الصالحۃ (مشکوٰۃ).

وجودِ زن سے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی میں سوزِ دروں

محترم سامرین کرام ! اسلام ہی دنیا کا وہ واحد اور مقدس مذہب ہے جس نے حیات انسانی کے کسی گوشہ کو تشنہ نہیں چھوڑا بلکہ ہر جگہ اور ہر وقت مکمل رہنمائی کی ہے، عبادت ہو یا سیاست، شادی ہو یا

Scanned by CamScanner

غم، مرنا ہو یا جینا، معاشرتی نظام ہو یا ازدواجی، غرض یہ کہ ہر جگہ وہ اپنی ایک ایسا یکتا و منفرد حیثیت رکھتا ہے جس سے دیگر ادیان و مذاہب تہی دامن ہیں۔

چنانچہ اسلام کی دیگر خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس نے عورتوں کو سماج یا سوسائٹی میں ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر جو مقام عطا کیا گیا ہے اسکی نظیر پیش کرنے سے تہذیب انسانی عاجز و قاصر ہے اور عقل انسانی حیران و ششدر ہے، ورنہ تو اسلام سے قبل رب السمٰوٰت و الارض، مالک بحروبر کی اس سرزمین پر ایسے لوگ بھی بستے تھے جنھوں نے اس صنف نازک پر ایسے ایسے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے ہیں جسے سنکر روح انسانی کانپ اٹھتی ہے، اسی سرزمین پر ایسے ایسے لوگ بھی بستے ہیں جو کہا کرتے تھے کہ عورت کذب کی بیٹی ہے، دوزخ کی رکھوالی ہے، امن کی دشمن ہے، اور اسی کی وجہ سے آدم نے بہشت کو چھوڑا تھا گویا کہ لڑکیوں کی پیدائش کو منحوس اور بدقسمتی سمجھا جاتا تھا اور زندہ درگور کیا جاتا تھا دنیا کا کوئی ظلم وستم ایسا نہیں تھا جو ان کے ساتھ روا نہ رکھا گیا ہو، مگر جوں ہی اسلام آیا تو اس نے صرف ظلم ہی کو ختم نہیں کیا بلکہ عورتوں کی خزاں رسیدہ زندگی کو بہار آشنا کیا اور غلامی کی بندشوں سے آزاد کر کے انسانوں کو درندگی صفت سے بچایا اور اللہ رب العزت نے اس صنف نازک کو پیدا کرنے کا مقصد بذریعہ قرآن یوں عام کیا، ومن آیتہ ان خلق لکم من

انفسکم ازواجا۔الخ

دوستو ! مگرافسوس ہے کہ آج چودہ سو سال بعد عورتوں کے حقوق کو بالائے طاق رکھ کر اسلام پر اعتراض کیا جارہا ہے، اسلام کو بدنام کرنے کی سازش کی جارہی ہے کہ اسلام نے عرتوں کا خیال نہیں کیا ہے اسلام نے عورتوں کو بے سہارا بنادیا ہے، مگر ہم کہتے ہیں کہ نہیں، نہیں اسلام نے عورت کے ساتھ ظلم نہیں کیا ہے بلکہ اسلام نے تو عورتوں کی عزت کو محفوظ کیا ہے، اسے ہیرے جواہرات کی طرح چھپا کر رکھنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے وقرن بیوتکن ولا تبرجن تبرُّج الجاهلية الاولیٰ۔

میرے بھائیو ! ذرا غور تو کریں کہ آج ہم دنیا کی حقیرسی حقیر شی کو چھپا کر رکھتے ہیں مثلاً اگر گھر کے اندر ایک پاؤ دودھ ہے تو اس کو چھپا کر رکھتے ہیں تا کہ بلی نہ پی جائے، اگر گھی ہے تو اسکو چھپا کر رکھتے ہیں تا کہ گرد وغبار نہ پڑ جائے، اب ذرا اندازہ لگائیں کہ جب اتنی چھوٹی چھوٹی اشیاء کی اتنی اہمیت ہیکہ اسکو چھپا کر رکھا جاتا ہے لیکن افسوس ہے کہ جس کو زیادہ چھپانے کی ضرورت ہے، جسکو شریعت نے چھپانیکا حکم دیا ہے جسکو اللہ رب العزت نے چھپانے کا حکم دیا ہے اس کو کھلم کھلا چھوڑ دیتے ہیں۔

الغرض اسلام نے تو عورتوں کو گھر کی ملکہ کا مقام دیا تھا لیکن آج مغربی تہذیب کی طرف نظر دوڑائیں گے تو پتہ چلے گا کہ مغربیت زدہ

Scanned by CamScanner

معاشرے میں عورتوں کی جو درگت بنائی جا رہی ہے اس پر انسانیت کی نگاہ شرم سے جھک جاتی ہے، آج مغرب میں عورتیں ہوس پرست مردوں کی طرف سے بدترین قسم کی زیادتیوں اور استحصال کا شکار ہیں، آج مغربیت نے اسے گھر سے نکال کر پارکوں، ہوٹلوں کی زینت بنا دیا ہے، اس کے سر سے دوپٹہ اتار کر اس کی عزت وعصمت کو سر بازار نیلام کر دیا ہے، اس کی پاکیزگی کے تار و پود بکھیر کر رکھ دئے، اس کے برخلاف اسلام میں عورتوں کا مقام دیکھیں گے تو پتہ چلے گا کہ جہاں بھی اللہ رب العزت نے مردوں کے ساتھ اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے تو وہیں پر عورتوں کا بھی ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے ان المسلمین والمسلمات و المؤمنین والمؤمنات والقانتین والقانتات۔

اسی طرح جب اسلام نے مردوں کے دنیوی حقوق کو بیان کیا تو وہیں پر عورتوں کے بارے میں بھی فرمایا "وللنساء نصیب مما ترک الوالدان" دوسری جگہ فرمایا "ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف" اسی طرح سے جب شریعت نے مردوں کو طلاق دینے کا حکم دیا تو وہیں عورتوں کو بھی خلع کی شکل میں یہ حق دیا بلکہ اسلام نے تو اتنا خیال کیا کہ اگر عورت نافرمان ہو تو ڈائریکٹ مارنے کا حکم دیا بلکہ اللہ رب العزت نے فرمایا والتی تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فی المضاجع واضربوهن۔

Scanned by CamScanner

قوم وملت کے دانشورو! اسلام نے عورت کو وہ شان رفعت اور علوئے مرتبت عطا کی ہے کہ دنیا کے اور مذاہب کا دامن اس سے کوتاہ ہے محسن انسانیت، سرور عالم، ہادئ عالم نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کے بارے میں یہ فرما کر ''الدنیا کلها متاع وخیر متاع الدنیا المرأة الصالحة'' عروج وارتقاء کی ایسی سند عطا کردی جس پر انسانیت کو قیامت تک ناز وافتخار کا حق رہے گا، اسی طرح سے فرمایا گیا کہ جس نے لڑکیوں کی اچھی طرح پرورش کر کے شادی کردی تو گویا وہ جنت کا مستحق بن گیا گویا کہ لڑکیوں کی پیدائش کو باعث برکت بتایا ہے۔

الغرض خلاصہ یہ ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے آج سے چودہ سو برس قبل کی ستم رسیدہ، رسوائے زمانہ، گردش دوراں کی ستائی ہوئی، دردر کی ٹھکرائی ہوئی، اچھوت سمجھے جانے والی زخموں سے چور بے کس ومجبور عورتوں پر ہونے والے ظلم وستم کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا، انھیں سینے سے لگایا، ان کے زخموں پر مرہم رکھا، ان کے حقوق ومعاشرے میں ان کی اہمیت وافادیت سے لوگوں کو آگاہ کیا۔یہی وجہ ہے کہ شاعر مشرق نے کیا خوب کہا ہے ؎

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی میں سوز دروں

دوستو! میں پوچھنا چاہتا ہوں اسلام پر اعتراض کرنے

Scanned by CamScanner

والوں سے کہ کیا اقوام عالم کی مغربی تہذیب نے عورتوں کے دکھ درد کو اس طرح محسوس کیا؟ کیا مغربی تہذیب نے اس صنف نازک پر کبھی شفقت کا ہاتھ رکھا؟ کیا مغربی تہذیب نے ان معصوم کلیوں کی عزت وعصمت کو محفوظ رکھا؟ کیا مغربی تہذیب نے درندہ صفت انسانوں سے بچایا؟ کیا مغربی تہذیب نے ان کے حقوق کو پامال ہونے سے بچایا؟ کیا مغربی تہذیب نے عورتوں کو بھی اعلیٰ وارفع مقام عطا کیا؟ ہرگز نہیں، بلکہ یہ تو صرف اور صرف مذہبِ اسلام کی خصوصیت ہے۔

محترم حضرات ! ایک بات یہ ذہن نشیں کرلیں کہ مردوں کو عورتوں پر جو ایک گونہ فضیلت ہے وہ صرف دنیوں نظام کی بقا کے لیے ہے ورنہ تو اللہ کے نزدیک کسی شخص کا مرد ہونا نہ تو قبولیت کی دلیل ہے اور نہ عورت کا عورت ہونا اس کی مقبولیت میں رکاوٹ ہے بلکہ اللہ کے نزدیک انسان کے اعمال کی قیمت ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے ’’للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن ‘‘ دوسری جگہ فرمایا ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم لیکن چونکہ مرد وعورت کی جسمانی ساخت اور بناوٹ میں قدرتی فرق ہے اس وجہ سے اسلام نے دونوں کی ذمہ داریاں الگ الگ کردی ہیں لہٰذا اگر انسانیت کا نعرہ لگا کر ان کی فطری ذمہ داریوں کو خلط ملط کیا جائے گا تو انسانیت مجروح ہوجائے گی اور نظام کائنات درہم برہم ہوکر رہ جائے گا۔ چنانچہ اسلام نے عورتوں کے نان

Scanned by CamScanner

نفقہ کی مکمل ذمہ داری ان کے نگراں مردوں پر رکھی ہے۔شادی سے قبل باپ یا دیگر رشتہ داروں پر اور شادی کے بعد شوہر پر، لہٰذا اس سہولیت سے فائدہ اٹھا کر اور مساوات کا نعرہ لگا کر عورتوں کو کمانے پر مجبور کرنا اور دیگر غیر شرعی کاموں پر مجبور کرنا اسلام کی نظر میں انسانیت پر ظلم ہے، جس سے بچنا لازم وضروری ہے۔لہٰذا عورتوں کو نکاح اور پردہ کا پابند بنانا، ان کو محصور ومقید کرنا یہ انھیں حقوق سے محروم کرنے کے واسطے ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ حکم عورت کی سب سے بڑی عفت وعصمت کی حفاظت کے لیے ہے تاکہ عورت کی تابناکی میں بال برابر بھی فرق نہ آئے اور یہ صنف نازک مکمل سکون، پاکیزگی وپاکبازی کے ساتھ زندگی گذارتی رہے۔

محترم حضرات! اب ذرا اندازہ لگائیں کہ عورتوں کو دیگر ادیان و مذاہب نے کیا مقام عطا کیا ہے، تو اگر آپ اس سلسلہ کی ائمہ مسیحیت سے سوال کریں گے تو جواب ملے گا کہ عورت ایک ناگزیر برائی ہے، ایک آراستہ مصیبت ہے، عورت اور مرد کا تعلق بجائے خود ایک نجاست ہے اور قابل احترازشئ ہے، لیکن اسلام نے برائے نجاست اور احتراز کرنے کے فرمایا کہ ھن لباس لکم وانتم لباس لھن: لہٰذا آج ہمیں بھی چاہئے کہ ان معصوم کلیوں کو ان کے حقوق دلائیں اور اللہ رب العزت ہمیں ان کے حقوق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے: آمین۔

وماعلینا الاالبلاغ

Scanned by CamScanner

نکاح اور ہمارا معاشرہ

الحمدللّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریمؐ وعلی اٰلہ واصحابہ ومن اتبعھم اجمعین ......امابعد !

فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ومن آیتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ وّرحمۃ ....وقال النبیؐ النکاح من سنتی ،وقال فی موضع أخر! فمن رغب عن سنتی فلیس منی.

محترم سامعین ! اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ ہمیں اس دنیا کے اندر انسان اور مسلمان بنا کر بھیجا اور ساتھ ساتھ قرآن میں اس بھیجنے کا مقصد بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا" وما خلقت الجن والانس الالیعبدون " فرمایا کہ دنیا میں بھیجنے کا مقصد عبادت ہے

اور عبادت نام ہے کہ ہمارا ہر کام ہادی عالم محسن انسانیت جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم اور عمل کے مطابق ہو جائے، گویا کہ ہماری زندگی کا ہر عمل آپؐ کے عمل کے مطابق ہو جائے ہمارے یہاں بچہ کی پیدائش ہو، اس کا ختنہ ہو، مرنا ہو، جینا ہو، ہر کام میں ہم دیکھ لیں کہ اس میں حضور کا کیا طریقہ ہے اسی کو اپنائیں، بس وہی عبادت بن جائے گا اور جس مقصد کے واسطہ اللہ رب العزت نے پیدا کیا ہے وہ مقصد پورا ہوگا، اسی میں سے ایک عبادت نکاح ہے۔ تو آج میری تقریر کا موضوع نکاح اور ہمارا معاشرہ ہے۔

دوستو ! نکاح انسان کی اصلاح وتربیت میں اہم رول ادا کرتا ہے، نکاح انسان کو بدنظری، خواہشات نفسانی، شہوت رانی جیسی اہم برائیوں سے بچاتا ہے، نکاح معاشرے سے برائیوں کو دور کرنے اور باہمی اتحاد واتفاق کا ذریعہ ہے،، نکاح نسل انسانی کے عروج وارتقاء اور انسانی شرافت کا ضامن ہے، نکاح اخوت ومحبت پیدا کرتا ہے، صلہ رحمی کے جذبات کو فروغ دیتا ہے۔ دو اجنبی خاندانوں کے درمیان قرابت پیدا کرتا ہے، نکاح عورت کے مقام کو بلند کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا النکاح من سنتی یعنی نکاح میری سنت ہے اور میرا طریقہ ہے، اور جو طریقہ آپ کا ہوگا وہ یقیناً عبادت ہوگا لیکن آج ہم جس طرح سے شادی اور بیاہ کرتے ہیں ذرا سچے دل سے سوچ کر بتائیں کہ کیا وہ حضور ﷺ کا طریقہ ہو سکتا ہے؟ اور کیا اسے عبادت کا نام دیا جا سکتا ہے؟

Scanned by CamScanner

ہرگز نہیں۔آج سماج سے بغاوت کرنے کی تو ہم اپنے اندر ہمت پیدا نہیں کرسکتے مگر حضور کے طریقہ سے بغاوت پر ہم ضرور آمادہ ہیں۔

دوستو !شادی کوئی تماشہ کوئی کھیل نہیں ہے بلکہ اسلام نے عبادت کا درجہ دیا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"اذا تزوج العبد فقد استکمل نصف الدین"یعنی جب شادی کرلیتا ہے تو اس نے نصف دین مکمل کرلیا لیکن ہماری شادی پر اللہ خیر کرے پوری زندگی کو صرف اس فکر میں صرف کیا جاتا ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کی شادی کرنی ہے اور جب شادی کا دن قریب آتا ہے تو اللہ کی پناہ ،خود،اعزاء ،اقرباء لوگ ہفتوں پریشان ہوتے ہیں راتوں کو جاگتے ہیں،کارڈ تقسیم کیے جاتے ہیں گویا کہ دنیا بھر کا خرچ کیا جاتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ان اعظم النکاح برکۃ ایسرہ مؤنۃ" یعنی سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو،لیکن افسوس ہے کہ آج ہم نے آقا کے اس فرمان کو الٹا دیا ہے اور سمجھتے ہیں کہ سب سے اچھی شادی وہ ہے جس میں خرچ زیادہ ہو،یا ہر طرح کا لہو ولعب ہو،ناچ گانا ہو،اور کہتے ہیں کہ ارے ہمارا ایک ہی تو بیٹا ہے اگر اس میں بھی ہم یہ سب نہیں کریں گے تو پھر سماج میں کیا عزت آئے گی،لوگ کیا کہیں گے،فلاں رشتہ دار ناراض ہو جائے گا گویا کہ سماج کی ناراضگی کا خیال ہے اگر خیال نہیں ہے تو وہ فرمان رسول کی پرواہ نہیں ہے ،قہر خدا کی پرواہ نہیں ہے ،،حالانکہ صحابہ کرام کی زندگی

پر نظر ڈالیں گے تو پتہ چلے گا کہ شادی واقعی عبادت ہے، واقعی آسان ہے۔ جیسا کہ روایت میں آتا ہے کہ خادم رسول حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی شادی ہوتی ہے جب شادی کے بعد دربارِ نبوت میں حاضر ہوتے ہیں تب آپ کو پتہ چلتا ہے۔ لیکن آج ہمارا حال یہ ہے کہ اگر ہمارا کوئی رشتہ دار نہیں ہے تو تاریخ کو منسوخ کر دیتے ہیں اور نہ جانے کیا کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح سے حضرت شیخ محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ نے ''آپ بیتی'' کے اندر لکھا ہے کہ میں نے اپنا، اولاد کا، بہنوں کا، نواسوں کا تقریباً بیسیوں نکاح کیا ہے لیکن مجھے پتہ نہیں چلا کہ میں نے شادی کی ہے یا دو رکعت نفل نماز پڑھی ہے۔ مگر آج ہم نے شادی کو، نکاح کو اتنا دشوار بنا دیا ہے کہ جس کی وجہ سے سینکڑوں خاندان تباہ و برباد ہوتے چلے جا رہے ہیں، رسم و رواج بڑھتے بڑھتے اب حد ہو چکی ہے میں پوچھتا ہوں ان لوگوں سے جنھوں نے شادی کو دشوار بنا دیا ہے کہ کیا اب مسلم معاشرے کے اندر بھی وہ دن لانا چاہتے ہیں کہ جس طرح دیگر مذاہب میں سیتا اور رادھا جلائی جاتی ہیں تو آپ کے یہاں بھی آپ کی جوان بیٹی کو جلایا جائے۔

محترم حضرات ! آج ہماری شادیوں میں جملہ خرابیوں میں سے ایک خرابی ایک لعنت اور آ گئی ہے جو جہیز کے نام سے موسوم ہے، جو ہمارے معاشرے میں ایک ایسا ناسور بن گیا ہے جو ایٹمی ہتھیار سے بھی زیادہ خطرناک اور مہلک ثابت ہوتا جا رہا ہے، آج اس جہیز

Scanned by CamScanner

ادارہ فیضان حضرت گنگوہی رح

کی لعنت کی بنیاد پر اخبارات میں شاہ سرخیاں چھپتی ہیں کہ فلاں شوہر نے اپنے سسرال والوں سے اسکوٹر نہ ملنے پر، ٹی وی نہ ملنے پر اپنی نئی نویلی دلہن کو جلا دیا، فلاں آدمی نے مزید جہیز کا مطالبہ پورا نہ ہونے پر بیوی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے، کل تک تو یہ خبریں غیر قوم کے بارے میں شائع ہوتی تھیں لیکن افسوس صد افسوس رفتہ رفتہ آج ہمارے معاشرہ کے اندر بھی یہ وبا پھیل چکی ہے جس شادی کو اللہ کے رسول ﷺ نے باعث برکت، باعث رحمت بنایا تھا آج وہی شادی جہیز کی وجہ سے باعث لعنت بن چکی ہے، آج جہیز کے ذریعہ عورتوں کو فروخت کیا جارہا ہے، لڑکیوں کو نیلام کیا جارہا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے تو شادی کو باعث محبت بنادیا تھا لیکن آج ہم نے باعث عداوت ونفرت بنادیا ہے۔ آج یہ جہیز حرص وطمع کی علامت بن گئی ہے۔ آج مالداروں نے نکاح کو نمائش کا ذریعہ بنادیا ہے، زیادہ جہیز دے کر دراصل دولت کی نمائش کرنی ہوتی ہے مگر اس نمائش نے آج ہمیں اتنا ذلیل کردیا ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں تھا، اسی لعنت کی وجہ سے کتنی بچیوں نے خودکشی کرلی، کتنے والدین غربت کی وجہ سے اپنی پیاری بچیوں کی شادی نہیں کرسکتے کیوں کہ داماد کو دینے کے واسطے ان کے پاس ٹی وی نہیں ہے، گاڑی نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کی جوانی برباد ہورہی ہے اور نہ جانے کن کن جرائم کے اندر مبتلا ہورہی ہیں۔

دوستو! آج ہم اپنے لاڈلے نورِ نظر کی شادی کرتے ہیں تو

Scanned by CamScanner